Click here to Visit Complete Collection

اُردو کی آخری کتاب

KUTABKHANA OSMANIA

نجمی کے ۱۰۱ کارٹونوں کے ساتھ

اُردو کی آخری کتاب

(باتصویر)

موتفہ

KUTABKHANA OSMANIA

ابنِ انشا

انشیایئے انشاجی کے

ہم پر یہ سختی کی نظر ہم ہیں فقیر رہ گزر
رستہ کبھی روکا ترا دامن ترا کبھی تھاما ترا

یہ آواز کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا تراوالے انشا جی کی ہے ۔۔۔۔چاند نگر کی یہی اداس چاندنی انشا جی کی نثر پر بھی چٹکی ہوئی ہے بے شمار خوبصورت لیکن متروک اور بھولے بسرے الفاظ کو ان کی رواں دواں نثر نے ایک نئی زندگی اور توانائی بخشی ہے اردو مزاح میں یہ اسلوب اور یہ آہنگ نیا ہی نہیں ناقابل تقلید بھی ہے ۔

انشا جی کے مزاح میں بھی جہاں لفظی الٹ پھیر تلازمات اورتمسخر کی گنجائش نہیں وہاں وہ تلخ و ترش سے بھی پاک ہے ان کے لیے موضوع واقعہ یا کردار کا بزاتہ مضحک ہونا چنداں ضرورت ہے چنانچہ شاید ہی دنیا وعقبی کا کوئی موضوع ان کے خندہ بے ضرر سے محفوظ رہا ہوگا ۔

صدر تنگ مری موج ہے میں طبع رواں ہوں

مسائل حاضرہ وغیرہ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ تلخی دوراں کا گلہ نہیں کرتے یہ ان کے مزاح کا کرشمہ نہیں تو کیا ہے انھوں نے آلام سیاست کو بھی سادہ دل بندوں کو لیے آسان بنا دیا ان کی نگاہ بے محابا سے کچھ نہیں بچتا لیکن وہ اپنے مشاہدے سے مجروح و معموم نہیں ہوتے بلکہ یہ کہہ کر بے نیاز انہ آگے بڑھ جاتے ہیں۔

میں آیا میں نے دیکھا میں نے مسکرایا

بچھو کا کاٹا روتا اور سانپ کا کاٹا سوتا ہے انشا جی کا کاٹا سوتے میں بھی مسکراتا بھی ہے ہم خوش نصیب ہیں کہ اردو مزاح کے سنہری دور میں جی رہے ہیں رشید احمد صدیقی ،کرنل محمد خاں،شفیق الرحمٰن ، محمد خالد اختر ،سید ضمیر جعفری ،۔۔۔۔کیفیت اور کمیت دونوں اعتبار سے کسی دور میں ایسا اور اتنا شگفتہ و شائستہ منفرد و متفوع طنزو مزاح تخلیق نہیں کیا گیا اور ابن انشا بلا شبہ اس قبیلے کی آنکھ کا تارا ہیں سادگی وپرکاری شگفتگی و بے ساختی میں وہ اپنا حریف نہیں رکھتے ان کی تحریر ہماری بیماری ادبی زندگی میں ایک سعادت اور نعمت کا درجہ رکھتی ہے ۔

۱۵ جون ۱۹۷۱ء مشتاق احمد صدیقی

باعث تحریر آنکہ

یہ کتاب ہم نے لکھ تو لی لیکن جب چھاپنے کا ارادہ ہوا تو لوگوں نے کہا ایسا نہ ہو کہ یہ کورس میں لگ جائے یعنی ٹیکسٹ بک بورڈ والے اسے منظور کر لیں اور عزیز طالب علموں کا خون نا حق تمہارے حساب میں لکھا جائے جن سے اب بھی ملکہ نور جہاں کے حالات پوچھے جائیں تو ملکہ ترنم نور جہاں کے حالات بتاتے ہیں ہم نے امتحانا اس کا مسودہ ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین میر نسیم محمود صاحب کو بھجوایا دیا اور جیسا کہ آپ نے ملاخطہ کوئی بات غلط کریں یا صحیح اس سے پہلے گہرا غور و غرض ضرور کرتے ہیں ان سے پہلے یہ ہو چکا ہے کہ ایک صاحب کسی کام سے ٹیکسٹ بک بورڈ گئے وہاں اپنے پسندیدہ فلمی نغمات کی کاپی بھول آئے بورڈ نے اسی کو منظور کر کے پرائمری کے نصاب میں داخل کر دیا ۔

ہم محکمائے تعلیم کے بھی ممنون ہیں جنہوں نے اسکولوں کو سر کلر بھیج کر ہدایت کی ہے کہ اس کتاب کو نہ خریدا جائے چنانچہ ہمیں ہر روز اسکول لائبریریوں کی طرف سے بے شمار آرڈر موصول ہو رہے ہیں کہ یہ کتاب ہمیں نہ بھیجی جائے اتنے کہ ہمارے لئے ان کی تعمیل کرنا دشوار ہو رہا ہے۔

ہم نے اس کتاب میں کوئی نئ بات نہیں لکھی ویسے تو آجکل کسی بھی کتاب میں کوئی نئ بات لکھنے کا رواج نہیں لیکن ہم نے بالخصوص وہی کچھ لکھا ہے جو برسوں پہلے پڑھا تھا اتنا ہے کہ یہ دن بڑے ہنگاموں کے تھے ڈسر ایوب گئے جیسے جلوس آئے جمہوریت سوشلز ،فتوئے اور الیکشن کے غلغلے بلند ہوئے اس شور میں تاریخ جغرافیہ حساب گرائمر سبھی اسباق میں کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ہوگئی توریخ ہند میں نئے پرانے بادشاہ باہم خلط ملط ہوگئے اکبر کے نورتنوں میں بھی اول بدل ہوگئی حتی کہ مناظر قدرت اور ستاروں وغیرہ کا احوال لکھتے ہوئے بھی ہماری نظریں آسمان سے زیادہ زمین پر رہیں رہی بعض بادشاہوں کا احوال ہمیں اولیا اللہ کے باب میں لکھنا تھا لیکن بادشاہوں ہی میں لکھ گئے ہیں اس میں ہماری نیت کا قصور نہیں تاریخی واقعات کا قصور ہے پڑھتے ہوئے یہ ملحوظ رکھا جائے کہ یہ کتاب صرف بالغوں کے لئے ہے ذہنی بالغوں کے لئے معمر نا بالغوں کے لئے نہیں ۔

۲۵ جون ۱۹۷۱ء ابن انشا

طبع سوم کے موقع پر ہم نے ایک آدھ مضمون نکال دیا ہے اور پسند ایک مضامین جو طبع اول اور طبع دوم کے وقت روک لیے تھے داخل کر دینے ہیں کہا بت کا انداز بدلنے اور سطور بڑھانے سے صفحات ضرور کم ہو

گئے ہیں مندر جات میں فرق نہیں پڑا ترتیب میں بہت کچھ رد بدل روا رکھی گئی ہے قاری کی دلچسپی کے نقطہ نظر سے حالات حاضرہ پر لکھنے میں یہ قباحت ہے کہ حالات کبھی حاضر نہیں رہتے صدر ایوب کا دور اور اس کی بہاریں ماضی قریب سے ماضی بعید کی طرف اڑی جا رہی ہیں مشرقی پاکستان اور بنگالی بھائی اب قصہ پاستاں ہیں ہمارا تمہارا خدا بادشاہ بھی دنیا سے اٹھ گیا ہے آخر فنا آخر فنا ۔۔۔لیکن چونکہپ ہماری قوم کےل؛ئے ابھی عبرت پکڑنے کی ضرورت ختم نہیں ہوئی ۔۔اس کتاب کی ضرورت بھی باقی ہے ۔

۱۷ ستمبر ۱۹۷۴ء ابنِ انشا

KUTABKHANA OSMANIA

ترتیب

ایک دعا ۱۳

ہمارا ملک ۱۵

ہمارا تمہارا خدا بادشاہ ۱۷

برکات حکومت غیر انگلیشیہ ۱۹

ایک سبق جغرافیہ کا ۲۱

گلیلیو کا زمین گھمانا اور کولمبس کی شرارت وغیرہ

پاکستان ۲۲

بھارت ۲۳

تاریخ ۲۵

تاریخ کے چند دور ۲۷

پتھر کا زمانہ دھات کا زمانہ وغیرہ

رامائن ۳۳

پانی پت کی دوسری لڑائی ۵۳

بیرم خانکو حج کرانا، دین الٰہی ۵۵

اکبر کی حکمت ، عملی ادب کی ۵۶

سرپرستی وغیرہ فتوحات ۵۶

اکبر کے نورتن ۵۸

راجہ نوڈمل خانخاناں ، ابوالفضل فیضی بیربل اور

مہا بھارت ۳۴

سکندر اعظم ۳۸

خاندان غزنوی سے خاندان لودھی تک

سلطان محمود غزنوی ۴۱

خاندان غوری ۴۳

خاندان غلاماں ۴۳

خاندان خلجی ۴۴

خاندان تغلق ۴۵

لودھی خاندان ۴۵

احوال خاندان مغلیہ کا ۴۷

بابر ۴۹

ہمایوں ۵۱

اکبر ۵۳

ابتدائی جیومیٹری ۸۳

ابتدائی سائنس ۸۷

مادے کی قسمیں ۸۸

(ٹھوس، مائع ،گیس)

حرارت ۹۰

کشش کے اصول ۹۱

KUTABKHANA OSMANIA

مخدوم المہلک
جہانگیر اور بیبی نور جہاں ۶۳
شاہ جہاں اور تاج محل ۶۵
عالمگیر بادشاہ ۶۷
سراج دین ظفر بہادر شاہ ۶۹
مہاراجہ رنجیت سنگھ ۷۱
ٹھگی کا انسداد کیسے ہوا ۷۱
ایک سبق گرائمر کا ۷۲
لفظ اور صیغے فعل ماضی، فعل مستقبل، فعل کی دیگر
قسمیں، فعل حال
ریاضی کے قاعدے ۷۵
ابتدائی حساب ۷۶
(جمع، تفریق، ضرب، تقسیم)
ابتدائی الجبرا ۸۱
مینڈکوں کا بادشاہ ۱۱۴
بیان جانورں کا ۱۱۵
بیان پالتو جانوروں کا ۱۱۶
بھینس گائے بکری بھیڑ گدھا
اونٹ کتا، آدمی
شیر ۱۳۰
احوال چند پرندوں کا ۱۳۳
طوطا کبوتر، کوا ۱۳۵
پدی۔تیتر ۱۳۸

پانی ۹۲
روشنی ۹۲
دوسری دفعہ کا ذکر ہے ۹۴
چڑا اور چڑیا ۹۵
ایک گورو کے دو چیلے ۹۷
کچھوا اور خرگوش ۹۹
لومڑی اور کوا ۱۰۱
پیاسا کوا ۱۰۲
اتفاق میں برکت ہے ۱۰۳
دانا اور غلام عجمی ۱۰۷
نوشیزاں اور نمک ۱۰۹
وزیر اور درویش ۱۱۰
گوشت اور ہڈی ۱۱۲
ہم کیوں بھاگیں ۱۱۳
متحدہ محاذ
بینگن اور مولی ۱۵۱
گنا اور بھیلی ۱۵۳
کپڑے والے کے ہاں ۱۵۵
جوتے والے کے ہاں ۱۵۷
کھانے کی چیزیں ۱۵۹
مکھن ۱۶۰
کرسی ۱۶۱
چارپائی ۱۶۳
ردی ۱۶۵

KUTABKHANA
OSMANIA

بیٹر۔بیا

الو بگلا ۱۴۱

گروپیش کی چیزیں ۱۴۴

علم بڑی دولت ہے ۱۴۵

اخبار ۱۴۸

چند مناظر قدرت ۱۶۶

آسمان ستارے اور بلال

وغیرہ سمندر ہوا پہاڑ، ابر ۱۷۳

چند امتحانی سوالات ۱۷۶

KUTABKHANA OSMANIA

ایک دُعا

"یا اللہ

کھانے کو روٹی دے

پہننے کو کپڑا دے

رہنے کو مکان دے

عزت اور آسودگی کی زندگی دے

میاں یہ بھی کوئی مانگنے کی چیزیں ہیں

کچھ اور مانگا کر

بابا جی آپ کیا مانگتے ہیں

میں ؟

میں یہ چیزیں نہیں مانگتا

میں تو کہتا ہوں

اللہ میاں ،، مجھے ایمان دے

نیک عمل کی توفیق دے

بابا جی آپ نے ٹھیک دعا مانگتے ہیں

انسان وہی چیز تو مانگتا ہے

جو اس کے پاس نہیں ہوتی

یکم مارچ ۷۰ء

KUTABKHANA OSMANIA

ہمارا ملک

ایران میں کون رہتا ہے ؟

ایران میں ایرانی قوم رہتی ہے ؟

انگلستان میں کون رہتا ہے ؟

انگلستان میں انگریز قوم رہتی ہے ؟

فرانس میں کون رہتا ہے

فرانس میں فرانیسی قوم رہتی ہے ،

یہ کون سا ملک ہے ؟

یہ پاکستان ہے ،

اس میں پاکستانی قوم رہتی ہوگی ؟

اس میں سندھی قوم رہتی ہے

اس میں پنجابی قوم رہتی ہے ،

اس میں بنگالی قوم رہتی ہے

اس میں یہ قوم رہتی ہے

اس میں وہ قوم رہتی ہے

لیکن ------- پنجابی تو ہندوستان میں بھی رہتے ہیں

سندھی تو ہندوستان میں بھی رہتے ہیں

بنگالی تو ہندوستان میں بھی رہتے ہیں

پھر یہ الگ ملک کیوں بنایا تھا ؟

غلطی ہوئی معاف کردیجئے آئندہ نہیں بنائیں گے ،

۲۴ دسمبر ۶۹ء

KUTABKHANA OSMANIA

ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

کسی ملک میں ایک بادشاہ تھابڑا دانش مند ،مہربان اور انصاف پسند اس کےزمانے میں ملک نے بہت ترقی کی اور رعایا اس کو بہت پسند کرتی تھی اس بات کی شہادت نہ صرف اس زمانے کے محکمہ اطلاعات کے کتابچوں اور پریس نوٹوں سے ملتی ہےبلکہ بادشاہ کی خورد نوشت سوانح عمری سے بھی ۔

شاہ جمجاہ کے زمانے میں ہر طرف آزادی کا دور دورہ تھا لوگ آزادتھے اور اخبارآزاد تھے کہ جو چائیں کہیں ،جو چاہیں جوچائیں لکھیں بشرطیکہ وہ بادشاہ کی تعریف میں ہوخلاف نہ ہو ۔

اس بادشاہ کا زمانہ ترقی اور فتوحات کے لئے مشہور ہے ہر طرف خوش حالی ہی خوش حالی نظر آتی تھی کہیں تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی جو لوگ لکھ پتی تھے دیکھتے دیکھتے کروڑ پتی ہوگئے حسن انتظام ایسا تھا کہ امیر لوگ سونا اچھالتے اچکالتے ملک کے اس سرے سے اس سرے تک بلکہ بعض اوقات بیرون ملک بھی چلے جاتے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ پوچھے اتنا سونا کہاں سے آیا اور کہاں لئے جارہے ہو ۔

KUTABKHANA OSMANIA

روحانیت سے شغفف تھا کئی درویشا سے ہوائی اڈے پر لینے چھوڑنے جائےیا اس کی کامرانی کے لئے چلتے کاٹتے تھے طبیعت میں عفواوردرگزر کا مادہ اژحدتھا اگر کوئی آکرشکایت کرتا تھا کہ فلاں شخص نے میری فلاں جائداد ہتھیالی ہےیا فلاں کارخانے پرقبضہ کرلیا ہے تو مجرم خواہ بادشاہ کا کتنا ہی قریبی عزیز کیوں نہ ہو وہ کمقل سیر چشمی سے اسے معاف کر دیئے تھے بلکہ شکایت کرنے والوں پر خفا ہوتے تھےکہ عیب کوئی بری بات ہے۔

جب بادشاہ کا دل حکومت سے بھر گیا تو وہ اپنی چیک بکیں لے کر تارک دنیا ہوگیا اور پہاڑوں کی طرف نکل گیا کچھ لوگ کہتے ہیں اب بھی زندہ ہے واللہ اعلم بالصواب ۔

برکات حکومت غیرانگلیشیہ

عزیزو!بہت دن پہلے اس ملک میں انگریزوں کی حکومت ہوتی تھی اور درسی کتابوں میں ایک مضمون برکات حکومت انگلیشیہ کے عنوان سے شامل رہتا تھا اب ہم آزاد ہیں اس زمانے کے مصنف حکومت انگلیشیہ کی تعریف کیا کرتے تھے کیونکہ اس کے سوا چارہ نہ تھاہم اپنے عہد کی آزاد قومی حکومتوں کی تعریف کریں

گےاس کی وجہ بھی ظاہر ہے۔

عزیزو! انگریزوں نے کچھ اچھے کم بھی کیےلیکن ان کے زمانے میں خرابیاں بہت تھیں کوئی حکومت کے خلاف بولتا تھا یا لکھتا تھاتو اس کو جیل بھیج دیتے تھے اب نہیں بھیجتے رزوت ستانی عام تھی آج کل نہیں ہے دوکاندارچیزیں مہنگی بیچتے تھے اور ملاوٹ بھی کرتے تھےآج کل کوئی مہنگی نہیں بیچتا ملاوٹ بھی نہیں کرتا انگریزوں کے زمانے میں امیر اور جاگیردارعیش نہیں کرتےاور غریبوں کو ہر کوئی اتنا پوچھتا ہے ہے کہ وہ تنگ آجائے خصوصا حق رائے دہندگی بالغاں کے بعدسےتعلیم اورصنعت وحرفت کو لیجئے ربع صدی کےمختصرعرصے میں ہماری شرح خواندگی اٹھارہ فی صدی ہوگئی ہے غیرملکی حکومت کےزمانے میں ایسا ہوسکتا تھا انگریز شروع شروع میں ہمارے دستکاریوں کے انگوٹھے کاٹ دیتے تھےاب کارخانوں کے مالک ہمارےاپنے لوگ ہیں دستکاریوں کےانگوٹھےنہیں کاٹتے ہاں کبھی کبھی پورے دستکارکوکاٹ دیتے ہیں آزادی سے پہلے ہندوبنیئے اورسرمایہ دارہمیں لاٹا کرتے تھے ہماری خواہش تھی کہ یہ سلسلہ ختم ہواور ہمیں مسلمان بنیئے اورسیٹھ لوٹیں الحمداللہ کہ یہ آرزو پوری ہوئی جب سے حکومت ہمارے ہاتھ میں آئی ہے ہم نیہر شعبے میں بہت ترقی کی ہے درآمد برآمد بھی بہت بڑھ گئی ہے ہماری خلوص برآمدات دو ہیں وفوراورزرمبادلہ درآمدات ہم کھاتے جارہے ہیں ایک زمانہ میں توخارجہ پالیسی تک باہرسے درآمدکرتے تھےاب یہاں بننے لگی ہے ۔

KUTABKHANA
OSMANIA

ایک سبق جغرافیے کا

جغرافیہ میں سب سے پہلے یہ بتایا جاتا ہے کہ دنیا گول ہے ایک زمانے میں بےشک یہ شپٹی ہوئی تھی پھرگول ہوئی تھی پھر ھول قرارپائی گول ہونے کا فوئدہ یہ ہے کہ لوگ مشرق کی طرف سے جاتے ہیں مغرب کی طرف جانکلتے ہیں کوئی ان کو پکڑنہیں سکتا اسمگلروں مجرموں اورسیاست دانوں کے لئے بڑی آسانی ہوگئی ۔

ہٹلرزمین کودوبارہ چپٹا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہوا پرانے زمانے میں زمین گل محمد کی طرح ساکن ہوتی تھی سورج اورآسمان وغیرہ اس کے گردگھوما کرتے تھےشاعر کہتا ہےرات دن گردش میں سات آسمان پھرگلیلیو نامی ایک شخص آیااور اس نے زمین کو سورج کے گرد گھمانا شروع کردیاپادری بہت ناراض ہوئے کہ ہم کو کس چکر میں ڈال دیاہے گلیلیو کو توانھوں نیقرارواقعی سزادے کرآئندہ اس قسم کی حرکات سے روک دیا زمین کوالبتہ نہیں روک سکے برابرحرکت کئے جا رہی ہے

شروع میں دنیامیں تھوڑے ہی ملک تھےلوگ خاصی امن چین کی زندگی بسرکرتے تھے پندرھویں صدی میں کولمبس نے امریکہ دریافت کیا اس کے بارے میں دومنظریئےہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا قصورنہیں یہ ہندوستان کویعنی ہمیں دریافت کرنا چاہتا تھا

غلطی سے امریکہ کو دریافت کر بیٹھا اس نظریئے کو اس سے تقویت ملتی ہے کہ ہم ابھی تک دریافت نہیں ہو پائے۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ نہیں کولمبس نے جان بوجھ کر یہ حرکت کی یعنی امریکہ دریافت کیا بہرحال اگر غلطی بھی تھی تو بہت سنگین غلطی تھی کولمبس تو مر گیا اس کا خمیارہ ہم لوگ بھگت رہے ہیں۔

پاکستان

حدود اربعہ پاکستان کے مشرق میں سیٹو ہے مغرب میں سنٹو شمال میں تاشقند اور جنوب میں پ•انی یعنی جائے مفر کسی طرف نہیں۔

پاکستان کے دو حصے ہیں مزرقی پاکستان اور مغربی پاکستان یہ ایک دوسرے سے بڑے فاصلے پر ہیں کتنے بڑے فاصلے پر اس کا اندازہ اب ہو رہا ہے۔

دونوں کا اپنا اپنا حدود اربعہ بھی ہے۔

مغربی پاکستان کے شمال میں پنجاب جنوب میں سندھ مزرق میں ہندوستان اور مغرب میں سرحد اور بلوچستان ہیں یہاں پاکستان خود کہاں واقع ہے اور واقع ہے بھی کہ نہیں اس پر آج کل ریسرچ ہو رہی ہے۔

مشرقی پاکستان کے چاروں طرف آج کل مشرقی پاکستان ہی ہے۔

بھارت

یہ بھارت ہے گاندھی جی یہیں پیدا ہوئے تھے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے ان کو مہاتما کہتے تھے چنانچہ مار کر ان کو یہیں دفن کر دی اور سمادھی بنا دی دوسرے ملکوں کے بڑے لوگ آتے ہیں تو اس پر بھول چڑھاتے ہیں اگر گاندھی جی نہ مرتے یعنی نہ مارے جاتے تو پورے ہندوستان میں عقیدت مندوں کے لئے پھول چڑھانے کی ایک جگہ پیدا کر دی ورنہ شاید ہمیں بھی ان کو مارنا ہی پڑتا۔

بھارت بڑا امن پسند ملک ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اکثر ہمسایہ ملکوں کے ساتھ اس کے سیر فدائر کے معاہدے ہو چکے ہیں ۱۹۶۵ئمیں ہمارے ساتھ ہوا اس سے پہلے چین کے ساتھ ہوا۔

بھارت کا مقدس جانور گائے ہے بھارتی اسی کا دودھ پیتے ہیں اسی کے گوبر سے چوگا لیپتے ہیں اور اسی کو قصائی کے ہاتھ بیچتے ہیں کیونکہ خوردہ گائے کو مارنا یا کھانا پاپ سمجھتے ہیں۔

KUTABKHANA OSMANIA

آدمی کو بھارت میں مقدس جانور نہیں گنا جاتا۔

بھارت کے بادشاہوں میں راجہ اشوک اور راجہ نہرو مشہور گزرے ہیں اشوک سے ان کی لاٹ اور دہلی کا اشوکا ہوٹل یادگار ہیں اور نہرو جی کی یادگار مسئلہ کشمیر ہے جو اشوک کی تمام یادگاروں سے زیادہ مضبوط اور پائیدور معلوم ہوتا ہے راجہ نہرو بڑے دھرماتما آدمی تھے صبح سویرے اٹھ کر شیر شک آسن کرتے تھے یعنی سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کر کے کھڑے ہوتے تھے رفتہ رفتہ ان کو ہر معاملے کو الٹا دیکھنے کی عادت ہوگئی حیدر آباد کے مسئلہ کو انھوں نے رعایا کے نقطہ نظر سے دیکھا اور کشمیر کو راجا کے نقطہ نظر سے یوگ میں طرح طرح کے آسن ہوتے ہیں ناواقف لوگ ان کو قلابازیاں سمجھتے ہیں نہرو جی نفاست پسند بھی تھے دن میں دربار اپنے کپڑے اور قول بدلا کرتے تھے۔

۸فروری ۱۹۷۰ء

KUTABKHANA OSMANIA

تاریخ

تاریخ کے چند دور

راہوں میں پتھر
جلسوں میں پتھر
سینوں میں پتھر
عقلوں پہ پتھر
آستانوں پہ پتھر
دیوانوں پہ پتھر
پتھر ہی پتھر
یہ زمانہ پتھر کا زمانہ کہلاتا ہے۔

دیگیں ہی دیگیں
چمچے ہی چمچے
سکے ہی سکے
پیسے ہی پیسے
سونا ہی سونا
چاندی ہی چاندی
یہ زمانہ دھات کا زمانہ کہلاتا ہے
لوگ سونے چاندی کی زنجیریں بناتے ہیں
ہمیں اور آپ کو پہناتے ہیں
ہم اور آپ پہن کر خوش رہتے ہیں
بلکہ تھینک یو بھی کہتے ہیں
ایک اور زمانہ ہے آئرن ایج
یعنی لوہے کا زمانہ
لوہا وہ دھات ہے
جس کا سب لوہا مانتے ہیں

KUTABKHANA OSMANIA

ہل کا پھل بھی لوہا
کارخانے کی کل بھی لوہا
لوہا مقناطیس بن جاتا ہے
تو چاندی تک کو کھینچ لاتا ہے
سو سنار کی ایک لوہار کی
سونے والے لوہے والوں سے ڈرتے ہیں
لیکن کوئی کہاں تک رکوائے گا
ہمارے ہاں بھی لوہے والوں کا زمانہ آئے گا
کچا لوہا اور کسی کام کا نہیں
بس اس سے آدمی بناتے ہیں
جو مرد آہن کہلاتے ہیں
ان کو زنگ لگ جاتا ہے
بلکہ کھا جاتا ہے
پھر بھی لوگ گھورے پر سے اٹھا لاتے ہیں
زندہ باد کے نعروں سے جلاتے ہیں

یہ اور دور ہے
لوگ ننگے گھومتے ہیں
ننگے ناچتے ہیں
ننگے کلبوں میں جاتے ہیں
ایک دوسرے کو جلسوں میں ننگا کرتے ہیں
عوام تک کے کپڑے اتار لیتے ہیں
بلکہ کھال کھینچ لیتے ہیں
کھالوں سے زرمبادلہ کماتے ہیں
گوشت کچا کھا جاتے ہیں نہ چولھا ہے نہ سیخ ہے
یہ زمانہ قبل از تاریخ ہے

KUTABKHANA OSMANIA

ملاوٹ کی صنعت

رشوت کی صنعت

کوٹھی کی صنعت

پگڑی کی صنعت

حلوے کی صنعت

بیانوں اور نعروں کی صنعت

تعویذوں اور گنڈوں کی صنعت

یہ ہمارے ہاں کا صنعتی دور ہے

کاغذ کے کپڑے

کاغذ کے مکان

کاغذ کے آدمی

کاغذ کے جنگل

کاغذ کے شیر

ذرا نم ہو تو سب کے سب ڈھیر

کاغذ کے نوٹ

کاغذ کے ووٹ

کاغذ کا ایمان

کاغذ کے مسلمان

کاغذ کے اخبار

اور کاغذ ہی کے کالم نگار

یہ سارا کاغذ کا دور ہے

اب اس آخری دور کو دیکھیئے

پیٹ روٹی سے خالی

جیب پیسے سے خالی ہے

باتیں بصیرت سے خالی

KUTABKHANA OSMANIA

وعدے حقیقت سے خالی

دل در سے خالی

دماغ عقل سے خالی

شہر فرزانوں سے خالی

جنگل دیوانوں سے خالی

یہ خلائی دور ہے

لوگ تو ہم کے غبارے پھلاتے ہیں

معجون فلک سیر کھاتے ہیں

رویت ہلال کمیٹیاں بناتے ہیں

آسمان کے تارے توڑ لاتے ہیں

ڈٹ کے دنبے نوش فرماتے ہیں

بیت الخلا میں مدار پر پہنچ جاتے ہیں

ہمارے ہاں کا خلائی دور یہی ہے

۹ مارچ ۱۹۷۰ء

KUTABKHANA OSMANIA

رامائن اور مہا بھارت

رامائن

رامائن رامچندر جی کی کہانی ہے یہ راجہ وسرتھ پرنس آف ویلز تھے لیکن ان کی سوتیلی ماں کیکئی اپنے بیٹے بھرت کو راجا بنانا چاہتی تھی اس کے بہکانے پر راجا وسرتھ نے رامچندر جی کو چودہ برس کے لئے گھر سے نکال دیا ان کی رانی سیتا کو بھی ان کے بھائی لچھمن بھی ساتھ ہو لیئے بن باس کے لئے نکلتے وقت رامچندر جی کے پاس کچھ بھی نہ تھا بس ایک کھڑاؤں تھی وہ بھی بھرت نے رکھوالی کہ آپ کی نشانی ہمارے پاس رہنی ہے اس کھڑاؤں کو بھرت تخت کے پاس بلکہ اوپر رکھتا تھا کہ رامچندر جی کا کوئی آدمی چرا کے نہ لے جائے۔ جنگل میں رہنے کی وجہ سے ان کو گزارے میں چنداں تکلیف نہ ہوتی تھی رام جی تو آخر جی تھے زیادہ کام

ان کلا لکشمن یعنی برادرخورد کیا کرتے تھے۔

یہ لوگ گن گن کر دن گزار رہے تھے کہ کب بارہ برس پورے ہوں اور کب یہ واپس جا کر پاٹ سنبھالیں اور رعایا کی بے لوث خدمت کریں ایک روز جب کہ رام اور لچھمن دونوں شکار کو گئے ہوئے تھے لنکا کا راجا اون آیا اور سیتا جی کو اٹھا لے گیا اس پر رامچندر جی اور اون میں لڑائی ہوئی گھمسان کا رن پڑا جیسا کہ سہرے لے تہوار میں پڑتا آپ نے دیکھا ہوگا۔

ہنامان جی اور ان کے بندوں نے رامچندر جی کا ساتھ دیا اور وہ راون اور اس کے راکشسوں کو مار کر جیت گئے پرانے خیال کے ہندو اسی لئے بندروں کی اتنی عزت کرتے ہیں ان کو انسانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔

مہابھارت

مہا بھارت کوروؤں اور پانڈروں کی لڑائی کی داستان ہے کورو تو جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے بڑے کورچشم لوگ تھے ہاں پانڈو اچھے تھے اتنا ضرور ہے کہ کبھی کبھی جوا کھیل لیتے تھے اور تعدد ارددواج کا رواج بھی ان میں تھا یعنی ایک عورت کے پانچ شوہر ہوسکتے تھے یکے بعد دیگرے نہیں وہ تو آج کل بھی ہوتے ہیں بلکہ بیک وقت دروپدی پانڈوؤں کی بلا شرکت غیر بیوی تھی چونکہ اس کا سلوک پانچوں سے یکساں تھا اس لئے ہم اس معاملے پر زیادہ اعتراض نہیں کرتے۔

مہا بھارت کے زمانے میں شادی میں ایسی مشکلات نہ ہوتی تھیں جیسی آج کل ہوتی ہے کہ لڑکے کا حسب نسب جائداد اور تعلیم وغیرہ پوچھتے ہیں حتی کہ زیادہ روزگار بھی پنجابی یوپی کا سوال بھی اٹھتا ہے اور شیعہ سنی کی دیکھ پر بھی رکھ ہوتی ہے مہا بھارت کے سنہری زمانے میں لوگ سوئمبر رچاتے تھے جو بھی نیچے تیل کے کنڈ میں عکس پر نظر جمائے اوپر گھومتی مچھلی کی آنکھ میں تیر کا نشانہ لگاتا تھا اس کے سر اپنی لڑکی کو منڈھ دیتے تھے ردوپدی کے سوئمبر میں ارجن نے تیر مارا جو گھومتی مچھلی کی آنکھ میں سیدھا جا لگا یہ حسن اتفاق تھا ورنہ تو ایسے کرتب کے لئے آدمی کا ماہر گریانٹ ہونا ضروری ہے ہم آپ نہیں لگا سکتے۔

کورد اور پانڈو میں لڑائی کیوں ہوئی تھی یہ ہم نہیں جانتے ہر لڑائی کے لئے وجہ کا ہونا ضروری بھی نہیں اب کچھ آنکھوں دیکھا حال اس لڑائی کا سنیئے۔

خواتین وحضرات یہ کوردکشیتر کا میدان ہے جو تحسیس کتیل ضلع کرنال میں واقع ہے لڑائی اب شروع ہونے ہی

والی ہےکورد ایک طرف ہیں پانڈو دوسری طرف ہیں یہ ہونا بھی چاہیئے دونو ایک طرف ہوں تو لڑائی کا کچھ مزا نہ آئے لڑنے والوں کےعلاوہ بھی کچھ لوگ میدان میں نظر آرہے ہیں یہ درونا اچاریہ ہیں دونو فریقوں کے بزرگ ہیں اپنا لشکر کوروؤں کو دے رکھا ہے اشیر واد پانڈووٗں کو دے رکھی ہے پانڈووٗں کا مطالبہ تھا کہ آپ اشیر کوروؤں کودےدیں ا لشکرہمیں دےدیں لیکن اچاریہ جی نہیں مانے یہ کون ہیں یہ کرشن کنہیا کہلاتے ہیں ابھی ابھی گوپیوں کے پاس سے آئے ہیں مکھن ابھی تک ہونٹوں پر لگا ہے بیٹھےگیتا لکھ رہے ہیں ارجن کواپدیش دے رہے ہیں کہ مارو مارو اپنوں کو مارو جھجکو نہیں تاج وتخت کا معاملہ ہےمذاق کی بات نہیں یاد رہے کہ کورد اور پانڈوایک دوسرے کےکزن ہیں ایلو کھانڈے سے کھانڈا بجنے لگا اور رتھ سے رتھ ٹکرا رہا ہے یہ لڑائی تو لمبی چلتی معلوم ہوتی ہے لہذا اب ہم اسٹڈیو چلتے ہیں ۔

سوالات

KUTABKHANA OSMANIA

ا۔ ارجن نے گھومتی مچھلی کی آنکھ میں تیر مارنے کے علاوہ بھی کبھی کوئی اور تیر مارا تھا ؟

۲۔ بھارت اور پاکستان کی جنگ ستمبر ۶۵ء کا درونا چاریہ کون تھا ؟

۳۔کوروا ور پانڈوایک ہی تھالی کے چٹے بٹے تھے ؟

۴۔ اس موضوع پر جواب مضمون لکھوزیادہ سے زیادہ دس الفاظ میں آجانا چاہیئے

۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء

سکندراعظم

یہ بادشاہ جو پنجاب کے ایک سابق وزیراعظم اور پاکستان کے ایک صدر کا ہمنام تھا مقدونیہ کے بادشاہ فیلقوس کا بیٹا تھا باپ کے مرنے کے بعد گدی پر بیٹھا جو اس کی سعادت کی دلیل ہے باپ کی زندگی میں بیٹھ جاتا تو باپ کیا کرلیتا مورخین نے سکندر کی شجاعت اور دوسری صلاحیتوں کی بہت تعریف کی ہے مشہور مورخ سہراب مودی بھی اپنے ایک فلم اسکرپٹ میں لکھتے ہیں کہ سکندر بہت اچھا بادشاہ تھا۔

سکندر یونون سے فوج لے کر نکلا اور ایران پہنچا یہاں پہنچتے ہی اس نے دارا مارا اور پھر ہندوستان کی راہ لی جہلم کے قریب اس کی مڈ بھیڑ راجا پورس سے ہوئی اس مانے میں راجاؤں کے نام بڑے تو پنجاب کے کئی زمینداروں کی جاگیریں ہیں خیر لڑائی ہوئی چونکہ لڑائی

میں ایک فریق کا ہارنا ضروری ہوتا ہے اور سکندر کی حیثیت ایک طرح سے مہمانگی سے کیا سلوک کیا جائے۔

پورس نے کہا اے سکندر اعظم حیف کہ تو اتنا بڑا بادشاہ ہو کر غلط زبان بولتا ہے یہ تیرے کہاں کی بولی ہے ایسا تو گنوار بولتے ہیں اب رہا سلوک کا سوال بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے وہ سلوک کر جو بادشاہ ہوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں سکندر نیا بادشاہ ہوا تھا اسے کیا معلوم تھا کہ بادشاہ لوگ بادشاہوں سے کیا سلوک کیا کرتے ہیں اس نے اپنے درباری مورخوں سے پوچھا انھوں نے مثالیں دے کر جو کچھ بتایا اس کی روشنی میں سکندر نے کھڑے کھڑے تلوار نکال کر پورس کی بھٹا سی گردن اڑا دی بعد میں پورس پچھتایا کہ میں نے ایسی احمقانہ فرمائش کی ہی کیوں تھی۔

بعض تاریخوں میں یہ واقعہ اور طرح آیا ہے لکھا ہے کہ پورس کی بات سن کر سکندر بہت خوش ہوا شیخی میں آ گیا اس نہ صرف پورس کی جان بخشی کر دی بلکہ اس کا علاقہ بھی اس کو لوٹا دیا ہو سکتا ہے یہی صحیح ہو یہ اتنی پرانی بات ہے کہ اس پر اب بحث کرنا فضول ہے پورس اس قوت نہیں مرا تو بعد میں مر گیا۔

واضح رہے کہ بعد میں سکندر بھی مر گیا جس کا پس منظر بہت افسوس ناک ہے مبینہ طور پر جناب خضر نے سکندر سے کہا تھا کہ چلو میرے ساتھ آب حیات کے چشمے پر دو گھونٹ پی لینا اور ابد تک دنیا ئیفانی میں دندنانا لوگوں کے سینے پر مونگ دلنا وہاں پہنچ کر خضر صاحب سارا پانی خود پی گئے سکندر کو سوکھا لوٹا یا جو کیا خضر نے سکندر سے وہی کیا خضر حیات نے سکندر حیات تو مدت ہوئی لد گئے اس عمر میں جو لدنے کی نہ تھی اور خضر حیات جوان کے وزیر تھے ساٹھے پاٹھے اپنی جاگیر پر بیٹھے ہیں ۔

سکندر مرزا مرحوم کے خضر بھی خدا کے فضل سے بقید حیات ہیں اور بخیریت ہیں جس سے ثابت ہوا کہ آب حیات میں واقعی بڑی تاثیر ہے،

KUTABKHANA OSMANIA

سوالات

۱۔ سکندر حیات سکندر مرزا اور سکندر اعظم میں سے کون بڑا فاتح تھا ؟

۲۔ پورس کون تھا کیا پورس اور مہاراجا رنجیت سنگھ کے علاوہ بھی پنجاب میں کبھی کوئی دیدی حکمران ہوا ہے ؟

۳۔ حسب ذیل میں سے کسی پانچ پر مضمون لکھو ؟

سکندر۔ خضر۔ سکندر حیات۔ خضر حیات

۴۔ فلم سکندر اعظم میں کس کس نے کام کیا تھا اس کا کوئی گانا یاد ہو تو سناؤ ؟

۴ جنوری ۱۹۷۱ء

خاندان غزنوی سے خاندان لودھی تک

سلطان محمود غزنوی

یہ غزنوی خاندان کا سب سے بڑا مشہور بادشاہ تھا اس نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے شروع کے حملوں میں تو وہ چند نا گزیر وجوہ سے واپس جاتا رہا آخر کار ہندوستان کو فتح کر لیا اس نے سومنات کا بت بھی توڑا جس میں سے زروجواہر کا بہت بڑا خزانہ نکلا ہر چند کہ سومنات کو اس نے صرف اپنا فرض سمجھتے ہوئے توڑا تھا روپے کے لالچ میں نہیں تاہم ان زروجواہر کو اس نے پھینک نہیں دیا اونٹوں پر لدوا کر اپنے ساتھ غزنی لے گیا ایاز اس کا غلام تھا علامہ اقبال سے روایت ہے کہ جب عین لڑائی میں وقت نماز آتا تھا تو یہ دونو یعنی محمود اور ایاز ایک صف میں کھڑے ہو جاتے تھے باقی فوج لڑتی رہتی تھی۔

محمود پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے فردوسی سے شاہنامہ لکھوایا اور اس کی ساٹھ ہزار اشرفیاں نہیں دیں بلکہ ساٹھ ہزار روپے ٹالنا چاہا یہ الزام بے جا ہے بیشک وعدہ ایک اشرفی شعر ہی کا کیا گیا تھا لیکن اس قوت گمان نہ تھا کہ فردوسی واقعی یہ کتاب لکھنے بیٹھ جائے گا اور اس کو اتنا لمبا کر دے گا یہ کتاب جناب حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام کی طرز پر لکھی گئی ہے فردوسی چاہتا تو بہت تھوڑے صفحوں پر ایران تاریخ بیان کر سکتا تھا کہ فلاں بادشاہ نے فلاں بادشاہ کو مارا وغیرہ لیکن وہ اس میں پہلوانوں اور اژدھوں وغیرہ کے قصے ڈال کر لمبا کرتا گیا بھلا ایک کتاب کی ساٹھ ہزار اشرفیاں دی جا سکتی ہیں بجٹ بھی تو دیکھنا پڑتا ہے محمود کی ہم تعریف کریں گے کہ پھر بھی ساٹھ ہزار روپے کی رقم فردوسی کو بھجوائی خواہ اس کے مرنے کے بعد بھجوائی آج کل کے پبلیشرز اور قدردان تو مرنے کے بعد بھی مصنف کو کچھ نہیں دیتے ساٹھ ہزار روپے تو بڑی چیز ہے ان سے ساٹھ روپے ہی وصول ہو جائیں تو مصنف اپنے کو خوش قسمت سمجھتا ہے ۔

پس ثابت ہوا کہ سلطان موصوف بہت فیاض بھی تھا۔

سوالات

۱۔ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ کیا کئے تھے ؟

۲۔ محمود غزنوی نے سترہ حملے کس ملک پر کئے تھے

۳۔ ہندوستان پر سترہ حملے کس بادشاہ نے کئے تھے سچ سچ بتاؤ

۴۔ محمود غزنوی نے ہندوستان پر اٹھارہ حملے کیوں نہیں کئے سترہ پر کیوں اکتفا کی ؟

نوٹ سوال نمبر ۴۔۱۔۳۔ اور ۳، لازمی ہیں ۔

KUTABKHANA OSMANIA

خاندان غوری

غزنوی خاندان ے بعد کسی نہ کسی خاندان کو تو آنا ہی تھا چنانچہ غوری خاندان آیا اس خاندان کا عہد بہت مختصر رہا یہ لوگ اس بات پر غور ہی کرتے رہے کہ ملک کو کیسے ترقی دی جائے کسی بات پر عمل کرنے کی مہلت نہ ملی سلطان محمود غزنوی اس خاندان کا مشہور اور لیاقت مند بادشاہ تھا ایک بار وہ گکھڑوں کی شورش رفع کرنے کے لئے ان کے علاقے نواح راولپنڈی میں گیا اور کسی گکھڑ کے ہاتھوں کے ہاں مارا گیا حفیظ ہوشیارپوری اور رئیس امروہوی نے قطعات تاریخ لکھے اگر وہ گکھڑوں کے ہاں جانے کے بجائے کو اپنے ہاں بلاتا اور گھر بیٹھے ان کی شورش رفع کر دیتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔

خاندان غلاماں

اس خاندان کا بانی مبانی ایک شخص غلام محمد نامی تھا اسی لئے یہ خاندان غلاماں کہلایا دوسری وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس خاندان کے عہد میں بعض طاقتوں کے نام خط غلامی لکھا گیا چونکہ اس خاندان کے
بہت سے اعیان سلطنت کی عمر انگریز کی غلامی میں گزری تھی اس لئے بھی اس کو خاندان غلاماں کا نام دیا گیا۔

اس زمانے میں ذاتی اور انفرادی غلامی تو ختم ہو رہی تھی ہاں کسی ملک کا کسی دوسرے ملک کا غلام ہونا معیوب نہ سمجھا جاتا ہے آقا ملک اپنے غلام ملک ایڈ و دیتا تھا اپنی فالتو پیداوار بھیجتا تھا تاکہ سمندروں میں نہ ڈبونی پڑے اور فالتو آدمی جن کا اس کے اپنے ملک میں کوئی مصرف نہ ہوتا تھا مشیر بنا کر ساتھ کر دیتا غلام ملک کی ذمہ داریاں کچھ زیادہ نہ ہوتی تھی بس حق ناحق میں آقا ملک کا ساتھ دینا ہوتا تھا علاوہ ازیں غلام ملک اپنے ہاں فولاد کا کارخانہ بھی نہ لگاتا تھا خارجہ پالیسی بھی پوچھ کر بناتا تھا بلکہ آقا ملک سے بنی بنائی منگاتا تھا۔

خلجی خاندان

اس خاندان نے جتنے دن حکومت کو خود بھی خلجان میں مبتلا رہا قوم کو بھی خلجان میں رکھا اسی لئے اس کو خلجی خاندان کہتے ہیں اس خاندان کے سربراہ کا نام بھی خ سے شروع ہوتا تھا ایک شاعر نے یہ قصیدہ اسی کی شان میں لکھا تھا۔

کس چیز کی کمی ہے خواہ تری گلی میں
گھوڑا تری گلی میں نتھیا تری گلی میں

اس بادشاہ کے عہد میں فن طباخی کو بہت ترقی ہوئی چرندروں پرندروں کے لئے یہ دور کچھ اچھا نہیں تھا مرغ دماہی بادشاہ کا نام سن کر تھر تھر کانپتے تھے سودا نامی شاعر تو یہاں تک کہتا ہے کہ ع۔
تڑپے تھا مرغ قبلہ نما آشیانے میں اردو کی مشہور کلاسیک مکمل مرغی خانہ باتصویر اسی عہ میں تصنیف ہوئی اب تک اس کے ستر ایڈیشن نکل

چکے ہیں۔

تغلق خاندان

اس خاندان کے سرکاری دفاتر کراچی کے تغلق ہاؤس میں تھے اسی لئے یہ تغلق خاندان کہلایا انہی دفاتر میں بیٹھے بیٹھے وزرائے سلنت کو پہلے پہل خیال آیا کہ دارالحکومت بدلنا چاہیئے دہلی سے دیوگری چلنا چاہیئے اور کچھ نہیں تھوڑی تفریح ہی رہے گی سفر کا بھتہ ہی ملے گا اس منصوبے پر عمل بعد میں ہوا۔

تغلق کا لفظ اغلاق سے نکلا ہے جس کے معنی مشکل پسندی اور مشکل گوئی وغیرہ ہیں ہمارے دوست عبدلعزیز خالد اس دوسر میں ہوتے تو ملک الشعراء ہوتے ہروقت خلعت فاخرہ زیب تن کئے رہتے یوں خالی بش شرٹ میں نہ گھوما کرتے ۔

سرفراز خاں تغلق اس خاندان کا مشہور بادشاہ تھا یہ اپنا رشتہ چنگیر خاں سے ملایا کرتا تھا اور کوٹلے بسایا کرتا تھا چنانچہ فیروزشاہ کا کوٹلہ مشہور ہے اس کی تصنیف میں تاریخ فیروزشاہی فیروزاللعنات ایک نعات ہے اور چشم دید میں بادشاہ نے اپنے وہ حلات لکھے ہیں جو اپنی آنکھوں دیکھے ہیں۔

فیروز تغلق کے زمانے میں چیزیں سستی تھیں کم از کم آج کے مقابلے میں آٹا دال بھی بناسپتی گھی بھی پٹرول بھی اے کاش وہ آج بھی زندہ ہوتا اور ہمارا بادشاہ ہوتا۔

KUTABKHANA
OSMANIA

لودھی خاندان

اس خاندان کا مشہور بادشاہ سکندر لودھی تھا اس کو سکندر اعظم کے ساتھ خلط ملط نہ کرنا چاہیئے وہ زززز زمانہ قبل از مسیح میں ہوا تھا یہ زمانہ بعداز مسیح میں ہوا بعض کتابوں میں اس خاندان کا نام لوبھی لکھا ہے جس کے معنی لالچی یعنی اقتدار کی لالچ رکھنے والا ہوتے ہیں لیکن ہمارے خیال میں صحیح نام لودھی ہی ہے اس خاندان کا مورثاعلی لودھیانے سے آیا ہوگا جیسے یہ خاکسار آتا ہے یہ خاکسار اپنے کو لودھی نہیں لکھتا جس کی وجہ خاکساری ہے ۔سکندر لودھی فیروز خاں تغلق کو معرذل کرکے برسر اقتدار آیا تھا اتفاق دیکھیئے داس کے ساتھ یہی ہوا اس کے سپہ سالار نے اسے تخت سے اتار کر بعبد دریائے شور بھیج دیا یعنی ملک بدر کردیا اور خاندان گندھارا کی بنیاد رکھی خاندان گندھارا کی فرماں روائی ایک

مدت اچھی چلی لیکن آخر سلطنت کے ٹکڑے ہونے شروع ہوگئے حتی کہ ملک بائیس خاندانوں میں تسیم ہوگیا ایسا ہوجائے تو پھر مغل آیا ہی کرتے ہیں چنانچہ آئے سلطنت مغلیہ قائم کی ۔

سوالات

ا۔گکھڑوں پر جواب مضمون لکھو لیکن ذرا دور رہ کر یہ خطرناک لوگ ہیں۔

۲۔کیا غلامی خاندان غلامان کے ساتھ ہی ختم ہو گئی؟

۳۔فیروز تغلق نے فیروز اللنعات کیوں لکھی تھی ؟

احوال خاندان کا مغلیہ

بابر

بابر بادشاہ شاہ سمرقند سے ہندوستان آیا تھا کہ یہاں خاندان مغلیہ کی بنا ڈال سکے یہ کام تو وہ بحسن وخوبی اپنے وطن میں بھی کر سکتا تھا البتہ پانی پت کی پہلی لڑائی میں اس کی موجودگی ضروری تھی یہ نہ ہوتا تو وہ لڑائی ایک طرفہ ہوتی ایک طرف ابراہیم لودھی ہوتا دوسری طرف کوئی بھی نہ ہوتا لوگ اس لڑائی کا حال پڑھ پڑھ کر ہنسا کرتے۔

KUTABKHANA OSMANIA

یہ بادشاہ تزک لکھتا تھا ٹوٹے پھوٹے شعر بھی کہتا تھا پشنگوئیاں بھی کرتا تھا کہ عالم دوبارہ نیست اور دو آدمیوں کو بغل میں داب کر دوڑ بھی لگایا کرتا تھا ظاہر ہے اتنی مصروفیتوں میں امور مملکت کے لئے کتنا وقت نکل سکتا ہے شراب بھی پیتا تھا یا در ہے اس زمانے کے لوگوں کو مذہبی احکام کا ایسا پاس نہ تھا جیسا ہمیں کہ محرم کے عشرہ کے دوران میں شراب کی دوکانیں بند رہتی ہیں کسی کو پین ہو تو گھر میں بیٹھ کر پیئے کابل کو بہت پسند کرتا تھا وہیں دفن ہوا اس زمانے میں کابل شہر اتنا گندہ نہیں ہوتا جتنا آج کل ہے۔

سوالات

ا۔بابر نے خاندان مغلیہ کی بنیاد کیوں رکھی خاندان تغلق یا خاندان موریا کی کیوں نہیں ؟

۲۔اگر پانی پت کی پہلی لڑائی میں بابر کے علاوہ ابراہیم لودھی بھی شریک نہ ہوتا تو اس کا کیا نتیجہ ہوتا

۳۔۱۶ء مارچ ۱۹۷۰ء

ہمایوں

ہمایوں بادشاہ نظام سقہ کا ہم عصر تھا جو ممتاز مفتی کے ایک مشہور ڈرامے کا ہیرو ہے اور چام کے دام چلایا تھا بنگالے کا صوبہ اس کے تخت نشین ہوتے ہی خودمختار ہوگیا چھ نکات پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی بہار اور گجرات کے حاکم اور راجپوت راجے بھی سرکشی پر آمادہ ہوگئے جیئے بہار جیئے گجرات کے نعرے لگانے لگے بادشاہ کرنسی اور امور خارجہ اور ڈیفینس اپنے پاس رکھ کر مصالحت پر آمادہ تھا لیکن ان میں سے کوئی راضی نہ ہوا ایک شخص شیر شاہ نامی سکنہ تو فوج لے کر بھی چڑھ دوڑا ہمایوں نرم آدمی تھا متعصب ہندو مورخین نے اسے شکست کیا ہے۔

ہمایوں سیر و تفریح کا دلدادہ تھا دلی سے جو نکلا تو راجپوتانہ کی سیر کی سندھ کی سیر کی ایران کی بھی سیر کی ایران میں یہ پورے دس سال بیٹھا رہس تا کہ فارسی اچھی طرح سیکھ سکے اور بامحاورہ بول سکے بعد میں انتظام مملکت شتر شاہ کو سنبھالنا پڑا اسے حکومت کا چنداں تجربہ نہ تھا بادشاہی ایک خاندانی کام ہے شیر شاہ نے سوائے سڑکیں اور سرائیں بنانے کنوئیں کھدوانے چور پکڑنے اور ٹوڈرمل سے زمین کی جمع بندیاں کرنے کے کچھ نہ کیا ہمایوں کا بیٹا اکبر سندھ کے سفر کے دوران امرکوٹ میں پیدا ہوا تھا اصطلاح میں اسے نیا سندھی بھی کہہ سکتے ہیں۔

ہمایوں کو علم ہیئت کا بہت شوق تھا جو سائنس کی ایک قسم ہے ایک روز چھت پر کھڑا ستارے دیکھ رہا تھا اترتے میں پاؤں پھسلا اور مر گیا انا اللہ وانا الیہ راجعون سائنس بعض خطرناک اور مہلک بھی ثابت ہوتی ہے اسی لئے تو ہمارے بزرگ اس سے چنداں رغبت نہ رکھتے تھے صرف ونحو عروض و منطق اور علوم مجلسی پر تعلیم ختم کر دیتے تھے زمین کا گول ہونا تک اس زمانے کی کتابوں سے ثابت نہیں اور سورج کے گرد چکر لگانا تو خیر اس نے بہت بعد میں شروع کیا۔

سائنس اور ایجادات کے خلاف ہمارے پاس دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر ہمایوں کے زمانے میں پانی پائپوں اور نلوں کے ذریعے آیا کرتا تو نہ مشکیں ہوتیں نہ سقے لہذا نہ اکبر ہوتا نہ شاہجہاں نہ بادشاہی مسجد نہ تاج محل نہ نور جہاں نہ اس کے کبوتر کیونکہ ہمایوں بجیرا اکبر کو پیدا کیئے جمنا میں ڈوب گیا تھا ہوتا اللہ اللہ خیر سلا۔

سوالات

۱۔ ہمایوں چھت پر کھڑا کون سے ستارے دیکھ رہا تھا عام ستارے یا فلمی ستارے تم کون سے ستارے دیکھ کر پھسلنا کرو گے

۲۔ کیا آج کل بھی دو گھڑی کی بادشاہت میں رشتہ داروں کو فائدہ پہنچانے اور چام کے دام چلانے کا رواج ہے ؟

۳۔ کیا ٹونٹی دار نلکے پر سوار ہو کر دریا پار کر سکتے ہیں ؟

۴۔ سائنس اور ایجادات کے خلاف اور مثالیں تلاش کرو ؟

KUTABKHANA OSMANIA

اکبر

آپ نے حضرت ملا دو پیازہ اور بیربل کے ملفوظات میں اس بادشاہ کا حال پڑھا ہوگا راجپوت مصوری کے شاہکاروں میں اس کی تصویر بھی دیکھی ہوگی ان کی تحریروں اوت تصویروں سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ سارا وقت داڑھی گھٹوائے مونچھیں ترشوائے اکڑوں بیٹھا پھول سونگھتا رہتا تھا یا لطیفے سنتا رہتا تھا یہ بات نہیں اور کام بھی کرتا تھا۔

اکبر قسمت کا دھنی تھا چھوٹا سا تھا کہ باپ یعنی ہمایوں بادشاہ ستارے دیکھنے کے شوق میں کوٹھے سے گر کر جاں بحق ہو گیا اور تاج و تخت اسے مل گیا ایڈورڈ ہفتم کی طرح چونسٹھ برس ولی عہدی میں نہیں گزارنے پڑے ویسے اس زمانے میں اتنی لمبی ولی عہدی کا رواج بھی نہ تھا ولی عہدی لوگ جونہی باپ کی عمر معقول حد سے تجاوز کرتا دیکھتے تھے اسے تقل کر کے یا زیادہ رحم دل ہوتے تو قید کر کے تخت حکومت پر جلوہ افروز ہو جایا کرتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ دن رعایا کی خدمت کا حق ادا کرسکیں ۔

اب ہم اکبری عہد کے کچھ اہم واقعات کا ذکر کرتے ہیں ۔

پانی پت کی دوسری لڑائی

پانی پت میں اس وقت تک صرف ایک لڑائی ہوئی تھی پانی پت والوں کا اصرار تھا اب ایک ہونی چاہیئے طنانچہ اکبر نے پہلی بہیرو بنگاہ کے ساتھ دھر کا رخ کیا ادھر سے ہیموں بقال لشکر جرار لے کر آیا اس کے ساتھ توپیں بھی تھیں اور ہاتھی بھی تھے ایک سے ایک سفید گھمسان کا رن پڑا ہیموں کی ہیمیت زیادہ تھی لیکن اکبری لشکر نے تابڑ توڑ حملے کر کے کھلبلی ڈال دی بعض ہمدردوں نے اس کے جدی وطن سے پیغام بجھوایا کہ تم اور ہیموں دونوں یہاں تاشقند آ ؤ صلح کرائے دیتے ہیں لیکن اکبر نہ مانا۔۔۔۔۔۔۔ہیموں ایک ہاتھی کے ہورے میں بیٹھا روپے آنے پائی کا حساب لکھ رہا تھا کہ اس لڑائی کا مال فروخت کر کے کس کاروبار میں پیسہ لگائے ناگہاں ایک تیر قضا کا پیغام لے کر اس کی آنکھ میں آن لگا اور وہ بے سدھ ہو کر گر گیا ق ہیموں بقال کو ہم تاریخ کا پہلا موشے دایان کہہ سکتے ہیں ۔

بیرم خاں کو حج کرانا

بیرم خاں اکبر کا اتالیق تھا اسی نے اس کی پرورش کی تھی اور تخت دلایا تھا اکبر نے تخت پر بیٹھنے کے بعد جب سارے اختیارات قبضے میں کر لئے تو سوچا کہ پہلے اس محسن کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہیئے چنانچہ بیرم خاں کو بلایا۔۔۔خان بابا اب آپ جایئے حج کر آیئے کسی کو حج بھیجنا وہ خواہ وہ جانا چاہیئے یا نہ چاہیئے بڑی نیکی کا کام ہے اکبر نے اور بھی کئی لوگوں کو ان کے نہ نہ کرتے ہوئے حج و زیارت پر بھیجا لیکن خود ناگریز وجوہات اور چند در چند مصروفیات کی وجہ سے کبھی نہ جا سکا۔

بیرم خان حج کو جاتے ہوئے راستے میں قتل ہو گیا لیکن یہ اسکا ذاتی معاملہ تھا تاریخوں ہاں لکھا ہے کہ اکبر کو اس کے مرنے کی خبر ہوئی تو بہت رنج ہوا ضرور ہوا ہو گا۔

دین الٰہی

دینیات کی طرف اکبر کے شغف کو دیکھتے ہوئے وزیر با تدبیر ابوالفضل نے اس کے ذاتی استعمال کے لئے ایک دین الٰہی ایجاد کر دیا تھا اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کے پہلے خلیفہ کی ذمہ داریاں خود سنبھالی لی تھیں چڑھتے سورج کی پوجا کرنا اس مذہب کا بنیادی اصول تھا مرید اکبر کے گرد جمع ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ ایظل الٰہی تو ایسا دانا و فرزانہ ہے کہ تجھ کو تا حیات سربراہ مملکت یعنی بادشاہ وغیرہ رہنا چاہیئے اس کے نام تو ایسا بہادر ہے کہ تجھ کو بلال جرات ملنا چاہیئے بلکہ خود دے لینا چاہیئے اس کے نام کا وظیفہ پڑھتے تھے اور اسکی تعریف میں وقت بے وقت بیانات جاری کرتے رہتے تھے پرستش کی ایسی رسمیں آج کل بھی رائج ہیں لیکن ان کو دین الٰہی نہیں کہتے۔

اکبر کی حکمت عملی

KUTABKHANA OSMANIA

اکبر میں تعصب بالکل نہ تھا خصوصا شادیوں کے معاملہ میں کچھ ریاستیں فوجوں سے فتح کیں باقی کے راجاوؤں کی بیٹیوں کو اپنے حرم میں اور ان کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا آج کل کے سیٹھ اور مل مالک جو ایسا کرتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔

ادب کی سرپرستی وغیرہ

انارکلی ایک منیز تھی جس کی وجہ سے شہزادہ سلیم کا اخلاق خراب ہونے کا اندیشہ تھا اکبر نے اسے دیوار میں چنوا دیا ایک مصلحت اس میں یہ تھی کہ سید امتیاز علی تاج اپنا معرکہ آرا ڈرامہ لکھ سکیں اور اردو ادب کے ذخیرے میں ایک قیمتی اضافہ ہو سکے۔

درباری شاعر نظیری نیشاپوری نے ایکبار کہا کہ میں نے لاکھ روپے کا ڈھیر بھی نہیں دیکھا بادشاہ نے ایک لاکھ روپے خزانے سے نکلوا کر ڈھیو لگا دیا جب نظیر اچھی طرح دیکھ چکا تو روپے واپس خزانے میں بھجوا دیئے نظیری دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا اصل میں نظیری یہ حرکت خانخاناں کے ساتھ پہلے کر چکا تھا خانخاناں نے شاعر کی نیت کو بھانپ کر کہہ دیا تھا کہ اچھا اب یہ ڈھیر تم اپنے گھر لے جاؤ لیکن اکبر ایسا کچا آدمی نہ تھا۔

فتوحات

اکبر کا دور فتوحات کے لئے مشہور ہے اس کی قلمرو بنگالے سے دکن اور گجرات تک پھیلی ہوئی تھی کالنجر ۔میوڑ ااور رنتھنبور کے راجاوؤں کو اسی نے زیر کیا تھا حکومت کے آخری دنوں میں قندھار بھی فتح کیا تو بادشاہ کو بیان دینا پڑا کہ میں نے نہیں کیا ہاں شہزادہ سلیم نے شاید کیا ہو سو وہ میرے کہنے میں نہیں ۔

سوالات

ا۔ پانی پت کی دوسری لڑائی بھی پانی پت ہی میں کیوں ہوئی ؟ کہیں اور کیوں نہیں ہوئی

۲۔اردو ڈرامہ وغیرہ کے فروع میں حصہ لینے کا کیا طریقہ ہے ؟

۳۔ تم ان پڑھ رہ کر اکبر بننا پسند کروگے یا پڑھ لکھ کر اس کا نورتن ؟

KUTABKHANA OSMANIA

اکبر کے نورتن

اکبر ان پڑھ تھا بعض لوگوں کو گمان ہے کہ ان پڑھ ہونے کی وجہ سے ہی اتنی عمدہ حکومت کر گیا اس کے دربار میں پڑھے لکھے نوکر تھے نورتن کہلاتے تھے یہ روایت اس زمانے سے آجتک چلی آتی ہے کہ ان پڑھ لوگ لکھوں کو نوکر رکھتے ہیں اور پڑھے لکھے اس پر فخر کرتے ہیں ان نورتنوں کا حال ہم نیچے لکھتے ہیں ۔

راجا ٹوڈرمل

موتمن الدولہ عمدہ الملک راجہ ٹوڈرمل اپنے زانے کا بڑا لائق آدمی گنا جاتا ہے اکبر کا دیوان ہونے سے پہلے یہ راجائے راجگان مہا راجہ سام گڑھ کی سرکار میں رہ چکا تھا اور اپنی وفاداری میں اب بھی ایسا راسخ تھا کہ جب تک علی الصبح اشنان کر کے مہاراجہ موصوف کی مورتی کو ڈنڈرتنہ کر لیتا کھانے کو ہاتھ نہ لگاتا تھا اس کی کوشش تھی کہ اکبر اس کی دلی نعمت سے دوستی رکھے کسی اور سے نہ رکھے لیکن بعض لوگ مہاراجہ سام گڑھ کو اچھا نہ سمجھتے تھے مثلاً ذوالفقارالدولہ خانخاناں راجا ٹوڈرمل نے بادشاہ کے مزاج میں دخیل ہو کر خانخاناں کو معزدل کرادیا بعض کئے ہیں کہ بددل ہو کر خود ہی چھور گیا چند امرار کو تو راجہ ٹوڈرمل نے ملک بدر بھی کرادیا راجا ٹوڈرمل حساب کتاب اور جوڑتوڑ کا باہر تھا اس کے

عہد میں ملک نے اقتصادی طور پر بڑی ترقی کی بادشاہ کے عزیز اس کے سایہ عاطفت میں دیکھتے دیکھتے مالا مال ہو گئے جو چیز قبل ازاں ایک روپیہ ملتی تھی راجہ ٹوڈرمل کی خوش تدبیری کے باعث بازار میں چار روپیہ میں ہر جگہ آسانی سے دستیاب ہونے لگی نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کا میعار زندگی بڑھتا چلا گیا سنبھانا مشکل ہو گیا۔

اکبر نے ٹوڈرمل کو منصب پنج ہزاری دے رکھا تھا لیکن وہ موقع منسب دیکھ کر دوبارہ سام گڑھ چلا گیا راجگان نے اس کی خدمت کے اعتراف میں اسے عہدہ بست ہزاری سے سرفراز کیا۔

خانخاناں

خانخاناں کو خطاب ذوالفقار الدولہ کا رکھتا تھا اکبر کا سب سے کم عمر وزیر تھا ذہین اور خوش تقریر اکبر اسے بہت عزیز رکھنے لگا اور باہر کی ولایتوں سے ہر طرح کی معاملت اس کے سپرد کر رکھی تھی ٹوڈرمل کو یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ خانخاناں کا میلان مہاراجہ سام گڑس کی بجائے فغفور چین کی طرف زیادہ تھا آخر نو رتنوں کے حلقے سے نکلوا کر دم لیا کہتے ہیں کہ پانی پت کی دوسری لڑائی کے سلسلے میں بھی بادشاہ سے خانخاناں کے اختلافات ہو گئے تھے اکبر ہیموں بقال سے صلح پر آمادہ تھا خانخاناں اس کا مخالف تھا خانخاناں کو یہ بھی پسند نہ تھا کہ امراء بڑی بڑی جاگیروں پر قابض ہوں یا علماء جائدادیں بنائیں اس لئے دربار کے علماء بھی اس سے ناراض ہو گئے تھے اور اس کے عقائد میں نقص نکالنے لگے تھے۔

خانخاناں نبید دل ہو کر پرچم بغاوت بلند کیا تو لاکھوں لوگ اس سے آ ملے لیکن ان میں روسا اور خاندانی امیر بہت کم تھے زیادہ تر عم طبقے کے آدمی تھے خانخاناں اپنا دربار پیپل کے ایک درخت کے نیچے لگاتا تھا اس لئے اس کے حامی بھی پیپل والے مشہور ہوئے ۔

ابوالفضل

اکبر کا یہ مشیر بالکل صحیح معنوں میں رتن تھا بحر علم کا گوہر یکتا رموز مملکت کے علاوہ ادب و انشا میں بھی دستگاہ کامل رکھتا تھا کہتے ہیں بادشاہ کو دین الٰہی کے راستے پر یہی لایا پرچہ نویسوں کو یہ ہدایت تھی کہ کوئی بات بادشاہ کے خلاف نہ لکھیں ہاں تعریف کرنے پر کوئی پابندی نہیں دسویں سن جلوس کے دھوم دھامی جشن مہتابی کا سہرا بھی مورخین ابوالفضل ہی کے سر باندھتے ہیں اسی نے بادشاہ سے اس کی تزک لکھوائی جس کی دھوم فرنگستان سے جاپان تک ہوئی ملا عبدالقادر اور بدایونی کا کہنا ہے کہ ابوالفضل نے خود لکھ کر دی بادشاہ کو کہاں لکھنا آتا تھا واللہ اعلم۔

KUTABKHANA OSMANIA

فیضی، بیربل اور مخدوم الملک وغیرہ

نورتنوں میں اور بھی کئی باکمال تھے مثلاً فیضی کہ دربار میں ملک الشعراء تھا اگر کوئی بادشاہ سے ذرا سی بھی سرتابی کرتا تھا تو یہ اس کو بے نقط سناتا تھا بہت سے لوگ اس کے بے نقط کلام کی وجہ سے بادشاہ کے اور خلاف ہو گئے ۔

بیان الدولہ لطائف الملک راجہ بیربل کا ذکر بھی ضرور ہے یہ بھاٹوں کے چودھری تھے ایک بیان دے دیتے تھے لوگ بہت دن اس پر ہنستے رہتے تھے اکبر کے ایک نورتن مخدومالمہلک عبداللہ سلچان پوری تھے مخدوم الملک اچھے اچھے خواب دیکھ کر بادشاہ پ کو بشارتیں دیا کرتے تھے مشائخ کا ایک حلقہ بھی بنا رکھا تھا جو چلے کاٹ کاٹ بادشاہ کی درازی حکومت کے لئے دعائیں کرتے تھے افسوس موسم کی خرابی کی وجہ سے اکثر دعائیں اوپر باب قبول تک نہ پہنچ پاتی تھیں راستے ہی سے لوٹ آتی تھیں ۔

اسے اکبر کا کمال جاننا چاہیئے کہ ایسے نورتنوں اور باکمالوں کے وصف پچاس برس حکومت کر گیا آج کل تو لوگ دس برس مشکل سے نکالتے ہیں ۔

KUTABKHANA
OSMANIA

سوالات

ا۔ سام گڑھ کہاں واقع ہے اس کے راجہ کا نام، پتہ، ولدیت، سکونت وغیرہ لکھو ؟
گھبرانے کی ضرورت نہیں ۔

۲۔ وفاداری بشرط استواری کے موضوع پر جواب مضمون لکھو اور نوڈرمل کی زندگی سے مثالیں دو

جہانگیر اور بے بی نور جہاں

اکبر کے بعد جہانگیر تخت پر بیٹھا وہ اکبر کا بیٹا تھا اگر اس کا باپ ہوتا یقیناً اس سے پہلے تخت پر بیٹھتا ۔

جن لوگوں نے سہراب مودی کی فلم پکار دیکھی ہے ان کے لئے جہانگیر کی ذات اور کارنامے محتاج تعارف نہ ہوں گے اس کی بیوی نور جہاں تھی جو ملکہ ترنم تو نہ تھی لیکن بعض اور کمالات رکھتی تھی ابھی نوعمری ہی تھی کہ لوگوں کے کبوتر پکڑ کر اڑا دیا کرتی تھی خصوصا دلی عہدوں وغیرہ کے بعد میں ایسی زوردار ملکہ ثابت ہوئی کہ بڑے بڑوں کے ہاتھوں کے طوطے اسے دیکھتے ہی اڑ جایا کرتے تھے جہانگیر کو بڑا ہی زیرک اور سمجھدار جاننا چاہیئے کہ اس نے محض کبوتروں کے اڑانے سے نور جہاں کی لیاقت کا اندازہ کر کے اس سے شادی کر لی تھی اس کے

سلیقہ شعار پاپن صوم وصلوۃ یا کشید کاری کا ماہر وغیرہ ہونے کی شرط نہ رکھی تھی ۔

جہانگیر کی بیوی کے علاوہ اس کا عدل بھی مشہور ہے اس نے محل کے باہر ایک زنجیر اور زنجیر سے ایک گھنٹہ لٹکا رکھا تھا پاس ہی دربان بٹھا دیئے تھے کوئی فریادی نزدیک آنے کی کوشش کرے تو اس کے ڈنڈا رسید کریں پھر بھی کوئی نہ کوئی شخص گھنٹہ بجانے میں کامیاب ہوجاتا تھا اور بادشاہ کو بے وقت جگاتا تھا اس کی سزا بھی پاتا ہوگا۔

جہانگیر کا عدل اس کے زمانے کے حساب سے تھا نظام عدل میں ایسی ترقیاں بعد کو انگریز کے زمانے میں ہوئیں کہ مقدمہ چلتا ہے تو برسوں چلتا ہے فیصلہ ہونے تک فریقین اگر زندہ ہوں تو یہ بھی بھول چکے ہوتے ہیں کہ جھگڑا کس بات کا تھا زنجیر اور گھنٹے والا نظام آج رائج کیا جائے تو یہ خطرہ ہے کہ لوگ یہ چیزیں ہی چرا لے جائیں گے بیچ کھائیں گے ۔

جہانگیر نے فتوحات زیادہ نہیں کیں بس بیٹھا ترک لکھتا رہتا تھا انصاف کرتا رہتا تھا شراب پیتا رہتا تھا اور نور جہاں سے محبت کرتا رہتا تھا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

KUTABKHANA OSMANIA

مورخین کی یہ عادت ہے کہ غلط باتیں لکھتے رہتے ہیں ایک بات یہ لکھ دی کہ جہانگیر نے شیر افگن کو جو نور جہاں کا ہلا شوہر تھا مروا دیا تھا تا کہ اس کسے شادی کر سکے یہ غلط ہے جہانگیر نے تو اسے بہت مرنے سے روکا لیکن وہ مر ہی گیا ۔

اکبر کے باب میں بھی ہم مورخین کی ایک غلط بیانی کی تردید کرنا بھول گئے تھے اکبر نامہ میں لکھا ہے کہ اکبر نے چتوڑ فتح کیا تو تیس ہزار آدمی تیغ کے گھاٹ اتار دیئے یہ صحیح نہیں اکبر ہرگز ایسا سفاک نہ تھا ملا عبدالقادر بدایونی نے مقتولین کی تعداد آٹھ ہزار اور فرشتہ نے دس ہزار لکھی ہے اسی کو صحیح جاننا چاہیئے ۔

سوالات

۱۔ کیا کوئی بھی لڑکی کبوتر اڑا دیتی تو جہانگیر اس سے شادی کر لیتا ؟

۲۔ جہانگیر اکبر کے بعد کیوں تخت پر بیٹھا بلکہ تخت پر بیٹھا ہی کیوں ؟

۱۴ اپریل ۱۹۷۰ء

شاہ جہاں اور تاج محل

شاہ جہاں جہانگیر کا بیٹا اور اکبر کا پوتا تھا کسی معرکہ یا عمارتی ٹھیکیدار کا نور نظر نہ تھا نہ کسی پی ڈبلیو ڈی والے کا مورث اعلیٰ تھا جیسا کہ لوگ اسے اتنی ساری عمارتیں بنانے کی وجہ سے سمجھ لیتے ہیں ۔

تاج محل اس کی بنائی ہوئی عمارتوں میں سب سے پہلے زیادہ مشہور ہے اس کی تعمیر میں بھی اتنے ہی برس لگے اگر کوئی فرق ان دونوں مقبروں کی خوبصورتی اور تعمیر میں ہے تو اس کی وجہ ظاہر ہے شاہجہاں کے زمانے تک تعمیر اور نقشہ سازی میں اتنی ترقیاں نہ ہوئی تھی پتھر وغیرہ ڈھونے گھسنے چمکانے وغیرہ کے طریقے بھی پرانے اور دیر طلب تھے مشینی گاڑیاں اور بجلی کی سریع الرفتار مشینیں بھی ایجاد نہ ہوئی تھیں ایک بات یہ بھی ہے کہ قائداعظم کروڑوں آدمیوں کے محبوب تھے جبکہ ممتاز محل صرف ایک شخص کی محبوبہ بایں ہمہ اس زمانے کے اعتبار سے ہم تاج محل کو بہت اچھی عمارت کہہ سکتے ہیں ۔

شاہ جہاں بہت دور کی نظر رکھتا تھا تاج محل نہ ہوتا تو آج بھارت کی ٹورسٹ ٹریڈ کو اتنی ترقی نہ ہوئی اتنا زرمبادلہ نہ حاصل ہوتا اس کے دیگر متائج بھی دوررس ہیں تاج محل نہ ہوتا تو تاج محل بیڑی بھی نہ ہوتی تاج محل چپل بھی نہ ہوتی تاج محل مکھن نہ ہوتا جو صحت بخش اجزا کا مرکب ہے اور جسے تیاری کے دوران میں ہاتھوں سے نہیں چھوا جاتا حتی کہ کپڑے دھونے کی خاطر تاج محل صابن بھی نہ ہوتا یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ تاج محل نہ ہوتا تو لوگ کیلینڈروں پر تصویریں کس چیز کی چھاپتے ۔

شاہجہاں نے کئی مسجدیں بھی بنائیں موتی مسجد اور دلی کی جامع مسجد وغیرہ لال قلعہ بھی بنایا بہادر شاہ ظفر اس میں مشاعرہ وغیرہ کرایا کرتے تھے تخت طاؤس بھی شاہجہاں ہی نے بنایا تھا اس میں اپنی طرف سے ہیرے جواہر وغیرہ جڑے تھے لیکن اس کے جانشینوں کو پسند نہیں آیا محمد شاہ نے اسے اٹھا کر نادر شاہ گڈریے کو دے دیا وہ ایران لے گیا اور اس کا کھوپرا کھالیا۔

شاہجہاں کا زمانہ امن کا زمانہ تھا پھر بھی اس نے چند فتوحات کر ہی ڈالیں تاریخوں والے لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں چوری چکاری بھی نہیں ہوتی تھی رشوت خوری بھی نہ تھی خدا جانے اس زمانے کے اہل کار کیا کھاتے ہوں گے۔

جہانگیر کا مقبرہ بھی شاہجہاں نے بنایا تھا یہ قیاس کرنا غلط ہے کہ شیر افگن نے بنوایا ہوگا ۔

۱۶ اپریل ۱۹۷۰ء

عالمگیر بادشاہ

شاہ اورنگ زیب عالمگیر بہت لائق اور معتدین بادشاہ تھا دین اور دنیا دونو پر نظر رکھتا تھا اس نے کبھی کوئی نماز قضا نہ کی اور کسی بھائی کو زندہ نہ چھوڑا بعض لوگ اعتراض بھی کرتے ہیں موخر الذکر بات پڑحالانکہ یہ ضروری تھا اس کے سب بھائی نالائق تھے جیسے کہ ہر بادشاہ کے بھائی ہوتے ہیں نالائق نہ ہوں تو خود پہل کر کے بادشاہ کو قتل نہ کردیں ۔

بعض ہندو مورخین نے عالمگیر کے متعلق بہت غلط بیانیاں کی ہیں مثلاً کہ وہ متعصب تھا یہ بالکل غلط ہے اگر تعصب ہوتا تو جو سلوک اپنے بھائیوں سے کیا وہ ہندو راجاوں وغیرہ سے کرتا تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے اس نے کئی مندروں کو جاگیریں مسجدوں کو دیتا یہ بات بھی اس کی بے تعصبی کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے کہ اس نے ہزاروں میل دور عکن جاکر ابوالحسن تانا شاہ کی سرکوبی کی حالانکہ وہ دلی کی سلطنت کا خواہاں نہ تھا اور مسلمان بھی تھا اس کے مقابلے مین شیو جی کو بلا کر دربار میں پنج ہزاری منصب دیا بیشک وہ بھاگ گیا اور باغی ہو گیا لیکن یہ اس کا فعل ہے۔

عالمگیر کی نیک نفسی کا ثبوت میں اتنا لکھنا کافی ہے کہ مغلوں م، یں یہ واحد بادشاہ ہے کہ رحمتا للہ علیہ کہلاتا ہے جتنی کتابیں اس کی صفائی میں لکھی گئی ہیں کسی اور بادشاہ کی صفائی میں نہیں لکھی گئیں شراب نہ پیتا تھا نہ پینے دیتا تھا گانا نہ سنتا اور نہ سننے دیتا تھا تاریخوں میں آیا کہ لوگوں نے ایک جنازے تیار کیا اور لے چلے بادشاہ نے پوچھا یہ کس کا جناہ ہے لوگوں نے کہا موسیقی کا عالمگیر رحمتہا للہ علیہ نے کہا اس کو کتنا گہرا دفن کرنا کہ پھر نہ نکل سکے کبھی کبھی پکا گانا سنتے ہوئے یا فلمی موسیقی پر سر دھنتے ہوئے ہم سوچتے ہیں کہ کاش لوگوں نے اس دانش مند بادشاہ کی اس بات پر عمل کیا ہوتا یعنی ذرا زیادہ گہرا دفن کیا ہوتا ۔

KUTABKHANA

سراج الدین ظفر بہادر شاہ

OSMANIA

یہ سلطنت مغلیہ کے آخری بادشاہ تھے ان تک پہنچتے پہنچتے تو باقی نہ رہی تھے فقط مغلیہ رہ گئی تھی یہ ظفر الدین الملت والدین ظل الٰہی بادشاہ غازی، بہادر شاہ، اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہلاتے تھے التصاب وآداب بڑھتے جاتے تھے ویسے ان کے والد شاہ عالم کی سلطنت کافی وسیع تھی دلی سے پالم تک پھیلی ہوئی تھی انگریزوں نے لے لی۔

یہ بادشاہ سلامت ہمارے دوست سراج الدین ظفر کے جو غزال و غزل پر آدم جی انعام پا چکے ہیں فقط ہمنام ہی نہ تھے ان کی طرح شاعر بھی تھے مولوی حسین آزاد نے جو ذوق کے لوگ تھے لکھا ہے کہ بادشاہ مصروفیات کی وجہ سے خود نہیں لکھ پاتے تھے استاد ذوق غزلکا مسودہ بناتے تھے یہ اس میں تخلص ڈال کر اپنے نام سے پڑھ دیتے تھے اگر یہ سچ ہے تو استاد ذوق بہت ایثار پیشہ آدمی تھے اچھے اچھے شعر چن کر بادشاہ کو دے دیتے تھے برے برے اپنے دیوان میں شامل کرنے کے لئے رکھ لیتے تھے ۔

غالب بھی الٰہی انہی بادشاہ سلامت کے دربار سے وابستہ تھے وظیفہ پاتے تھے اور دعا دیتے تھے مصاحبی کرتے تھے اور اتراتے تھے ورنہ شہر میں ان کی کچھ آبرو نہ تھی پھرا کرتے تھے اور ادھار کھاتے تھے دوکانداروں نے انہی کے زمانے میں تختیاں لگانی شروع کیں ۔

ادھار بند ہے ۔

ادھار مانگ کر زرمندہ مت کریں

قرض محبت کی قینچی ہے وغیرہ

غالب نے ایک بار بادشاہ کو دعا دی تھی

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

انھوں نے یہ حساب نہ لگایا کہ یہ تو ایک لاکھ تیس ہزار دوسو اٹھانوے سال بن جاتے ہیں اچھا ہوا ان کی دعا قبول نہ ہوئی شاہی تولد گئی تھی بادشاہ سلامت اتنے دن کیا کرتے کہاں سے کھاتے ۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ

KUTABKHANA OSMANIA

مہا راجہ رنجیت سنگھ پنجاب کے مہاراجہ جاتے اوران کا نام رنجیت سنگھ تھا اسی لئے ان کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کہتے ہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا انصاف مشہور ہے ویسے تو ہندوستان کے سبھی راجاوں کا انصاف مشہور ہے لیکن یہ واقعی سب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے سزا دینے میں مجرم اور غیر مجرم کی تخصیص نہ برتتے تھے جو شخص کوئی جرم نہ کرے وہ بھی پکڑا آتا ہے فرماتے تھے علاج سے پرہیز بہتر ہے اس وقت اس شخص کو سزا نپ ملتی تو آگے چل کر ضرور کوئی جرم کرتا ۔

بعد کے حکمرانوں نے انہی کی تقلید میں جرم نہ کرنے والے کو حفظ ماتقوم کے طور پر سزا دینے اور جیل بجھوانے کا اصول اختیار کیا کبھی مجرم کو بھی سزا دیتے ہیں اگر وہ ہاتھ آجائے اور اس کا وکیل اچھا نہ ہوتا ۔

ٹھگی کا انسداد کیسے ہوا

جس زمانے کا یہ ذکر ہے اس زمانے میں ملک میں ٹھگی بہت ہوگئی تھی ٹھگ لوگوں کو راہ چلتے لوٹ چلتے لیتے تھے آخر والی ملک نے محکمہ انسداد ٹھگی قائم کیا اور یہ قانون بنایا کہ سب عمال اور اہل کار لوٹ کے مال میں سے حصہ وصول کیا کریں لوگوں کی ہچکچاہٹ دور کرنے اور حوصلہ کے لئے والی نے خود حصہ لینا شروع کر دیا ٹھگوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے پاس تو کچھ بچتا ہی نہیں بلکہ پلے سے دینے کی نوبت آگئی ہے تو ٹھگی سے توبہ کی اور رفتہ رفتہ اس کا بالکل انسداد ہوگیا ۔

ایک سبق گرامر کا

لفظوں کے الٹ پھیر کے علم کو گرامر کہتے ہیں لفظوں کا مجموعہ جملہ کہلاتا ہے یہ مجموعہ زیادہ بڑا اور لمبا ہو جائے تو اسے میر جملہ کہتے ہیں اب چونکہ جملے بازی اور فقرے بازی لوگ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اس لئے گرامر کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہو گئی ہے ۔

شاعر گرامر کو عروض کہتے ہیں ۔

پرانے لوگ عروض کا نام لیجئے تو پوچھتا ہے وہ کیا چیز ہوتی ہے ہم نے ایک شاعر کے سامنے عروض کا نام لیا۔۔۔ بولے خرافات پسند نہیں بس میری غزل سنیئے اور جایئے۔

عروض میں بحریں ہوتی ہیں جن میں بعض بہت گہری ہوتی ہیں نومشق ان میں اکثر ڈوب جاتے ہیں اسی لئے احتیاط پسند لوگ شاعری اور عروض کے پاس نہیں جاتے عمر بھر لکھتے رہتے ہیں ۔

لفظ اور صیغے

KUTABKHANA OSMANIA

پرانے زمانے میں تذکیرو تانیث کے قاعدے مقرر تھے قاعدے یاد ہو تو لباس اور بالوں وغیرہ سے پہچان ہو جاتی تھی اب مخاطب سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تو مذکر ہے یا مونث ہے اور بتا تیری رضا کیا ہے اس کے بعد اس سے صحیح سیغے میں گفتگو کرتے ہیں یا ایران ہو تو اس کے ساتھ صیغہ کرتے ہیں ۔

بہت سے واحد ایک جگہ اکٹھے ہوں تو جمع کے صیغے میں آجاتے ہیں جمع کے صیغے میں تھوڑی احتیاط ضروری ہے خصوصاً جن دونوں شہر میں دفعہ ۱۴۴ لگی ہوئی ہو ان دنوں جمع نہیں ہونا چاہیئے واحد بنا ہی اچھا ہے ۔

فعل ماضی

ماضی میں کسی شخص نے جو فعل ہوا سے فعل ماضی کہتے ہیں کرنے والا عموماً اسے بھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن لوگ نہیں بھولتے ۔

ماضی کی کئی قسمیں مشہور ہیں سب سے زیادہ مشہور شاندار ماضی ہے جس قوم کو اپنا مستقبل ٹھیک نظر نہ آئے وہ اس صیغے کو بہت استعمال کرتی ہے ایک ماضی شکیہ ہے جن لوگوں نے ریس میں یا تاش پر شرطیں بد بد کر اپنا ماضی تباہ کیا ہو ان کی ماضی کو شرطی کہتے ہیں چونکہ ان لوگوں کی تمنا ہوتی ہے کہ اور پیسے آئیں تو ان کو بھی ریس میں لگائیں اس لئے شرطی اور تمنائی دونوں ماضیاں ساتھ ساتھ آتی ہیں ۔

جس کی دو اور قسمیں ماضی قریب اور ماضی بعید کو حتی الوسیع قریب نہ آنے دینا چاہیئے جتنی بعید رہے گی اور جتنے اس پر پردے پڑے رہیں گے اتنی ہی بھلی معلوم ہو گی ماضی کا بعید رہنا مستقبل کے لئے بھی اچھا ہے۔

فعل مستقبل

جو لوگ آج کا کام کل پر ٹالتے ہوں ان کے ہر فعل کو فعل مستقبل کہا جاتا ہے میں یہ کروں گا میں وہ کروں گا فعل مستقبل ہی کی مثالیں ہیں الیکشن وغیرہ کے دنوں میں ساری گفتگو عموماً فعل مستقبل کے صیغوں ہی میں ہوتی ہیں ۔

فعل کی دیگر قسمیں

فعل کی بنیادی قسمیں دو ہیں جائز فعل، ناجائز، فعل ہم صرف جائز قسم کے افعال سے بحث کریں گے کیونکہ قسم دوئم پر پنڈت کوکا آنجہانی اور جناب جوش ملیح آبادی مبسوط کتابیں لکھ چکے ہیں ۔

فعل کی دو قسمیں لازم اور فعل متعدی بھی ہیں فعل لازم وہ ہے جو کرنا لازم ہو مثلاً انسر کی خوشمد حکومت سیڈ رنا بیوی سے جھوٹ بولنا وغیرہ فعل معتدی عموماً معتدیا امراض کی طرح پھیل جاتا ہے ایک شخص کنبہ پرودی کرتا ہے دوسرے بھی کرتے ہیں ایک رشوت کیتا ہے دوسرے اس سے بڑھ کر لیتے ہیں ایک بناسپتی گھی کا ڈبہ پچیس روپے میں کر دیتا ہے دوسرا گوشت کے ساڑھے بارہ روپے لگاتا ہے لطف یہ ہے کہ دونوں اپنے فعل متعدی کو فعل لازم قرار دیتے ہیں ان افعال میں گھاٹے میں صرف مفعول کو فعل لازم قرار دیتے ہیں ان افعال میں گھاٹے میں صرف مفعال رہتا ہے یعنی عوام فالحل کی شکایت کی جائے تو وہ فائل میں دب جاتی ہے۔

KUTABKHANA OSMANIA

فعل حال

یہ بھی دو طرح کا ہوتا ہے اچھا حال اور برا حال عموماً حال ہوتا ہے لیکن ان کے دیکھے سے جو منہ پر رونق آجاتی ہے تو وہ سمجھتا ہے اچھا ہے ان حرف اشارہ ہے یہ اشارہ محبوب کی طرف ہے عزیز طالب علموں تم اپنے محبوب سے اشارہ کر سکتے ہو لیکن اپنی ذمہ داری پر۔

۳ فروری ۱۹۷۱ء

ریاضی کے قاعدے

ابتدائی حساب

حساب کے چار بڑے قاعدے ہیں

جمع ،تفریق ، ضرب ، تقسیم

پہلا قاعدہ ۔ جمع

جمع کے قاعدے پر عمل کرنا آسان نہیں
خصوصاً مہنگائی کے دنوں میں
سب کچھ خرچ ہوجاتا ہے
کچھ جمع نہیں ہو پاتا
جمع کا قاعدہ مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہے
عام لوگوں کے لئے ۱ ۱
کیونکہ انکم ٹیکس والے لے جاتے ہیں
تجارت کے قاعدے سے حاصل جمع اور زیادہ ہوجاتا ہے
رشوت کے قاعدے سے حاصل جمع زیادہ سے زززززیادہ آئے بشرطیکہ پولیس مائع نہ ہو ۔
قاعدہ ہی اچھا جس میں حاصل جمع زیادہ سے زیادہ آئے بشرطیکہ پولیس مائع نہ ہو۔
ایک قاعدہ زبانی جمع خرچ کا ہوتا ہے
یہ ملک کے مسائل حل کرنے کے کام آتا ہے

KUTABKHANA OSMANIA

تفریق

میں سندھی ہوں تو سندھی نہین ہے
میں بنگالی ہوں تو بنگالی نہیں ہے
میں مسلمان ہوں تو مسلمان نہیں ہے
اس کو تفریق پیدا کرنا کہتے ہیں
حساب کا یہ قاعدہ بھی قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے
تفریق کا ایک مطلب ہے منہا کرنا
یعنی نکالنا ایک عدد میں سے دوسرے عدد کو
بعض عدد از خود نکل جاتے ہیں
بعضوں کو زبردستی نکالنا پڑتا ہے
ڈنڈے مار کر نکالنا پڑتا ہے

فتوے دے کر نکالنا پڑتا ہے
ایک بات یاد رکھیئے
جو لوگ زیادہ جمع کر لیتے ہیں
وہی زیادہ تفریق بھی کرتے ہیں
انسانوں اور انسانوں میں
مسلمانوں اور مسلمانوں میں

عام لوگ تفریق کے قاعدے کو پسند نہیں کرتے
کیونکہ حاصل تفریق کچھ نہیں آتا
آدمی ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے

ضرب

KUTABKHANA OSMANIA

تیسرا قاعدہ ضرب کا ہے
ضرب کی کئی قسمیں ہیں
مثلاً ضرب خفیف، ضرب شدید، ضرب کاری وغیرہ
ضرب کی ایک اور تقسیم بھی ہے
پتھر کی ضرب۔ لاٹھی کی ضرب، بندوق کی ضرب
علامہ اقبال کی ضرب کلیم ان کے علاوہ ہے
حاصل ضرب کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ ضرب کس چیز سے دی گئی ہے یا لگائی ہے
آدمی کو آدمی سے ضرب دیں تو حاصل ضرب بھی آدمی ہی ہوتا ہے
لیکن ضروری نہیں کہ وہ زندہ ہو
ضرب کے قاعدے سے کوئی سوال حل کرنے سے پہلے تعزیرات پاکستان پڑھ لینی چاہیئے۔

تقسیم

یہ حساب کا بڑا ضروری قاعدہ ہے سب سے زیادہ جھگڑا اسی پر ہوتے ہیں
تقسیم کا مطلب ہے بانٹنا
اندھوں کا آپس میں ریوڑیاں بانٹنا
بندر کا بلیوں میں روٹی مانٹنا
چوروں کا آپس میں مال بانٹنا
اہلکاروں کا آپس میں رشوت بانٹنا
تقسیم کا طریقہ کچھ مشکل نھیں ہے
حقوق اپنے پاس رکھیے
فرائض دوسروں میں بانٹ دیجئے
روپیہ پیسہ اپنے کیسے میں ڈالیے
قناعت کی تلقین دوسروں کو کیجئے

KUTABKHANA OSMANIA

آپ کو مکمل گر یاد ہو
تو کسی پہاڑا مع گر یا ہو
تو کسی تقسیم کی کانوں کان خبر نھیں ھو سکتی آخر کو ۱۲ کروڑ کی دولت کو ۲۲ خاندانوں نے آپس میں تقسیم کیا ہی ہے
کسی کو پتہ چلا

سوالات

۱۔ تفریق کے قاعدے سے دودھ میں سے مکھی نکالو ؟

۲۔ آدمی ضرب مسلسل کی تاب کہاں تک لاسکتا ہے ؟

۳۔ جو اندھے نہیں وہ بھی ریوڑیاں اپنوں ہی میں کیوں بانٹتے ہیں ؟

ابتدائی الجبرا

یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے طونکہ طالن علم اس سے گھبراتے ہیں اور یہ جبراً پڑھایا جاتا ہے اس لئے الجبرا کہلاتا ہے حساب اعداد کا کھیل ہے الجبرا حرفس کا ان میں سب سے مشہور حرف لا ہے جسے لا لکھتے ہیں اس کلے کچھ معنی نہیں بلکہ یہ ایسا ہے کہ کسی اور لفظ کے ساتھ جائے تو اس کے معنی بھی سلب کر لیتا ہے جس طرح لا دلد دو غیرہ بعض مستشنیات بھی ہیں مثلاً لاہور ۔ لاڑکانہ ۔ لالٹین ۔ لالو کھیتو غیرہ اگران لفظوں کے ساتھ لا نہ ہوتو ہور ۔ ڑکانہ لیٹن اور لولوکھیت کے کچھ معنی نہ نکلیں ۔

آزمانئے کو آزمانا جہل کہتے ہیں لیکن الجبرا میں آزمائے کو ہی آزماتے ہیں اچھے خاصے پڑھے لکھوں کو نئے سرے سے ا، ب، ، ج سکھاتے ہیں بلکہ ان کے مربعے بھی نکلواتے ہیں ۔

الجبرا کا ہماری طالب علمی کے زمانے میں کوئی خاص مصرف نہ تھا اس سے صرفا سکولوں کے طلبہ کو فیل کرنے کا کام کیا جاتا تھا لیکن آج کل یہ عملی زندگی میں خاصا استعمال ہوتا ہے دکاندار اور گداگر اس قاعدے کو زیادہ استعمال کرتے ہیں ۔

بعض رشتوں میں الجبرا یعنی جبر کا شائبہ ہوتا ہے جیسے مدران لا ۔ فادران لا، وغیرہ مارشل لا کو الجبرے ہی کا ایک قاعدہ سمجھنا چاہیئے ۔

KUTABKHANA OSMANIA

سوالات

۱۔ لا کو مربہ ڈالو ۔ بوتل میں ڈالو گے مرتبان میں ؟

۲۔ لالا لاچند کو لا سے تقسیم کرو ۔

ابتدائی جیومیٹری

جیومیٹری کی لکیروں کا کھیل ہے علمائے جیومیٹری کو ہم لکیر کے فقیر کہہ سکتے ہیں دنیا نے اتنی ترقی کر لی ہر چیز بشمول سائنس اور مہنگائی کہاں سے کہاں پہنچ گئی لیکن جیومیٹری والوں کے ہاں اب تک زاویہ قائمہ ۹۰ درجہ کا ہوتا ہے اور مثلث کے اندرونی زاویوں کا مجموعہ ۱۸۰ درجے سے تجاویز نہیں کر پاتا امریکہ اور روس اور ہر معاملہ میں لڑتے ہیں اس معاملے میں ملی بھگت ہے ہم اپنے ملک میں اپنی پسند کا نظام لائیں گے تو اپنی اسمبلی میں ایک قانون بنوائیں گے چند درجے ضرور بڑھائیں گے نہ ہوئی کہ اس کے چار سے پانچ یا چھ ضلعے کر دے ایک آدھ فالتو ہے تو اچھا ہی ہے مغربی پاکستان کے ضلعوں میں ہم ردوبدل کرتے رہتے ہیں تو مستطیل وغیرہ ہم تھوڑا تھوڑا حال ان کا لکھتے ہیں ۔

خط

خط کی کئی قسمیں ہیں **خط مستقیم**۔ یہ بالکل سیدھا ہوتا ہے اس لئے اکثر نقصان اٹھاتا ہے سیدھے آدمی بھی نقصان اٹھاتے ہیں

خط منحنی۔ یہ ٹیڑھا ہوتا ہے بالکل کھیر کی طرح لیکن اس میں میٹھا نہیں ڈالا جاتا۔

خط تقدیر۔ اسے فرشتے پکی سیاہی سے کھینچتے ہیں یہ مستقیم بھی ہوتا ہے منحنی بھی اس کا مٹنا مشکل ہوتا ہے۔

خط شکستہ۔ یہ وہ خط ہے جس میں ڈاکٹر نسخے لکھتے ہیں تبھی تو آج کل اتنے لوگ بیماریوں سے نہیں مرتے جتنے غلط دواؤں کے استعمال سے مرتے ہیں۔

خط استوار۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ کہیں تو دنیا میں دن رات برابر ہوں کہیں تو مساوات نظر آئے۔

KUTABKHANA OSMANIA

خط کی دو اور قسمیں مشہور ہیں

حسینوں کے خطوط۔ یہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جن میں دور بہت دور افق کے پہار جانے کا ذکر ہوتا ہے جہاں ظالم سماج نہ پہنچ سکے یہ تصویر بتاں کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں دوسرے وہ جو حسینوں کے چہرے پر ہوتے ہیں اور جن کو چھپانے کے لئے ہر سال کروڑوں روپے کی کریمیں۔ لوشن پوڈر۔ وغیرہ صرف کئے جاتے ہیں۔

ایک خط پرانے اردو شعراء کے معشوقوں کے چہرے پر آیا کرتا تھا جس کے بعد عاشق کو یہ دوسری قسم کے خط بلکہ رجسٹری لفافے آنے شروع ہو جاتے تھے کسی شاعر کا شعر ہے۔

اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

۲۔**متوازی خطوط**۔ یہ ویسے تو آمنے سامنے ہوتے ہیں لیکن تعلقات نہایت کشیدہ ان کو کتنا بھی لمبا کے لے جائیے یہ کبھی آپس نہیں ملتے کتابوں میں یہی لکھا ہے لیکن ہمارے خیال میں ان کو ملانے کی کوئی سنجیدہ کوشش بھی کبھی نہیں کی گئی آج کل بڑے بڑے ناممکنات کو ممکن بنا دیا گیا ہے یہ تو کس شمار قطار میں ہیں۔

نقطہ

نقطہ یعنی بندی یعنی پوائنٹ یہ محض کسی جگہ کی نشاندہی کے لئے ہوتا ہے جیومیٹری کی کتابوں میں آیا ہے کہ نقطہ جگہ نہیں گھیرتا ایک آدھ نقطے کی حد تک یہ بار تا صحیح ہو گی لیکن چھ نقطوں سے تو آپ سارا پاکستان گھیر سکتے ہیں۔

دائرہ

دائرے چھوٹے بڑے ہر قسم کے ہوتے ہیں لیکن یہ عجیب بات ہے کہ قریب قریب بھی گول ہوتے ہیں ایک اور عجیب بات ہے کہ ان مین قطر لمبائی ہمیشہ نصڈ ف قطر سے دگنی ہوتی ہے۔۔۔۔جیومیٹری میں اس کی کوئی وجہ نہیں لکھی گئی جو کسی نے پرانے زمانے میں فیصلہ کر دیا اب تک چلا آرہا ہے۔

ایک دائرہ اسلام کا دائرہ کہلاتا ہیت پہلے اس مین لوگوں کو داخل کیا کرتے تھے آج کل داخلہ منع ہے صرف خارج کرتے ہیں۔

KUTABKHANA
OSMANIA

مثلث

تکون کے تین کونے ہوتے ہیں چار کونوں والی بھی ہوتی ہے ہوں گی لیکن ہمارے ملک میں نہیں جاتی کم از کم ہماری نظر سے نہیں گزریں مثلیث کئی طرح کی ہوتی ہیں مثلاً عشق کی مثلث، واشق محبوب اور رقیب فلم میں بھی مثلث ہوتی ہے لیکن وہاں ان تینوں کو پیسے ملتے ہیں رقابت سے لے کر شادی تک فلم ساز کے خرچ پر ہوتی ہے۔

سوالات

۱۔ خط نستعلیق۔خط استوار اور خطوحدانی میں کیا فرق ہے

۲۔مثلث کے چاروں اضلاع برابر کیوں نہیں ہوتے

۳۔سبزہ خط پر کتنے پیسے کے ٹکٹ لگتے ہیں ۔سلائل ایسے دعووں کے ل؛ ئے لائے جاتے ہیں جو خود کمزور ہوسبسے

ابتدائی سائنس

مادے کی قسمیں

مادے کی تین قسمیں ہیں ٹھوس، مائع ،گیس

ٹھوس کا مطلب ہے ٹھوس جیسے ٹھوس دلائل ۔اقدامات ۔ٹھوس نتائج وغیرہ۔

ٹھوس دلائل ایسے دعووں کے لئے لائے جاتے ہیں جو خود کمزور ہو سب سے ٹھوس دلیل اب تک لاٹھی ہی ثابت ہوئی ہے بھینسوں کے لئے بھی انسانوں کے لئے بھی ٹھوس اقدامات اتنے ٹھوس ہوتے ہیں کہ کبھی نہیں کئے جاتے بس حکومتیں ان کے ٹھوس اشیا اپنی شکل نہیں بدلتیں ہاں دوسروں کی بدل دیتی ہیں پتھر ٹھوس ہے جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے لیکن کسی آدمی کے لگے تو وہ کیسا ہی ٹھوس ہو اس میں مائع گیس وغیرہ نکلنے لگتے ہیں مایع جیسے آنسو گیس جیسے آہیں گالیاں وغیرہ۔

مایع

مایع کا مطلب آپ جانتے ہی ہیں لہذا تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں پانی بھی مایع ہے اور دودھ بھی مایع ہے اسئ لئے مشہور ہے مایع کو مایع ملے کر کر لمبے ہاتھ ۔بعض اوقات مایع کو مایع میں ملانے کا نتیجہ بڑا ٹھوس نتیجہ نکلتا ہے چنانچہ بعض گوالوں نے اسی فارمولے پر عمل کر کے بڑے بڑے مکان کھڑے کر لئے ہیں یہ قول بھی دودھ والوں ہی پر صادق آتا ہے مایع تیرے تین نام، پرسا، پرسو۔پرس رام بعض اوقات ٹھوس کو ٹھوس سے ٹکرا کر بھی مایع حاصل کرتے ہیں مثلا بھینس کو ڈنڈے ٹکرایا جائے تو مایع دیتی ہے۔

مایع کو سیال بھی کہتے ہیں جیسے آتش سیال ۔ہیر سیال

گیس

گیس کا مطلب بھی ہمارے عزیز طالب علموں سے مخفی نہ ہو گا جیسے دیکھو اس کی شکایت لئے پھرتا ہے یہاں ہم اس کے لئے ایک آزمودہ نسخہ درج کرتے ہیں، اجوائن ۔کالا نمک ۔کلونجی ۔اور۔اطرفیلیھم وزن لیجئے اور ہتھیلی پر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر پھانک لیجئے انشااللہ فائدہ ہو گا سوڈا واٹر بھی مفید ہے گرمیاں آتی ہیں تو کراچی کا محکمہ واٹر سپلائی پانی کے نلکوں میں گیس سپلائی کرنے لگتا ہے اسی لئے لوگ غسل خانوں میں روٹی پکاتے اور باورچی خانوں میں پسینہ میں نہاتے دیکھے جاتے ہیں۔

KUTABKHANA OSMANIA

حرارت

حرارت کا مطلب ہے گرمی، گرمی کا لفظ آسان ہے اسے استعمال کریں تو خطرہ ہے کہ طالب علموں کی سمجھ میں آ جئے گا اور تعلیم کا مقصد فوت ہو جائے گا صطلاحیں مشکل ہی اچھی لگتی ہیں انگریزی ذریعہ تعلیم کو بدلنے میں بھی ہچکچاہٹ اور تاخیر اسی درجہ سے ہے۔

حرارت ناپنے کا آلہ تھرمامیٹر کہلاتا ہے جوں جوں حرارت بڑھے گی اس کا پارا چڑھتا جائے گا آدمی بھی اسی اصول پر کام کرتا ہے پیسے والے غریبوں کے مطالبات سنتے ہیں گرمی کھاتے ہیں اور ان کا پارہ چڑھ جاتا ہے حرارت سے چیزیں پھیلتی ہیں اس کی بہت سی مثالیں ہیں ایک آپ بھی جانتے ہیں ہوں گے کہ جب تک کسی کی مٹھی گرنہ جائے کام نہیں کرتا۔

کشش کے اصول

کشش کئی طرح کی ہوتی ہے پیسے کی کشش۔ کرسی کی کشش۔ جنسی کی کشش وغیرہ دنیا کے سارے کاروبار اور قوم کی بے لوث خسمتیں پہلی دو کششوں کے باعث ہیں تیسری آج کل ناولوں اور فلموں میں پڑتی ہیں اسے ڈالنے کے بعد ان چیزوں میں اور کچھ کہانی اور پلاٹ تک ڈالنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

KUTABKHANA OSMANIA

کشش ثقل

یہ نیوٹن نے دریافت کی تھی غلبا اس سے پہلے نہیں ہوتی تھی نیوٹن اس سے درختوں سے سیب گرایا تھا آج کل سیڑھی پر چڑھ کر توڑ لیتے ہیں آپ نے دیکھا ہو گا کہ کوئی شخص حکومت کی کرسی پر بیٹھ جائے تو اس کے لئے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے لوگ زبردستی اٹھاتے ہیں یہ بھی کشش ثقل کے باعث ہے۔

کشش انابیب شعری

انابیب انب کی جمع ہے یہ عربی کا لفظ ہے جس کے معنی ہمیں نہیں آتیکشش کا مطلب کشش۔ شعری کا مطلب شعری۔
یہ شاید اس کشش کا نام ہے جس کے لوبل پر لوگ مشاعروں میں کھنچے آتے ہیں لیکن ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے ہمارے دوست عبدالعزیز خالد کے نام کے کسی مجموعے کا نام بھی ہو سکتا ہے۔

پانی

پانی کئی طرح کا ہوتا ہے بارش کا پانی ۔نل کا پانی ۔کوکا کولا ۔گرائپ واٹر ۔سیون اپ ۔چلو بھر پانی وغیرہ متحدہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان پانی بھی ہوتا ہے تھا اب شاید نہیں ہوتا ۔

پانی بڑے کام کی چیز ہے لیکن اس میں ایک خرابی ہے یہ اپنی سطح ہموار رکھتا ہے جب ہم اسکول میں پڑھا کرتے تھے تب بھی ہمیں اس پہ یہی اعتراض تھا اس کی دیکھا دیکھی لوگ سوچنے لگتے ہیں کہ انسانوں کو بھی اپنی سطح ہموار رکھنی چاہیئے یہ غلط بات ہے پانی پانی ہے انسان انسان ہے ہمارے سائنسدان آج کل بڑے بڑے دستخطوں سے لمبے لمبے بیان نکال رہے ہیں تا کہ یہ رجحان نہ پھیلے انھیں چاہیئے کہ پانی کو سمجھائیں کہ میاں تو بھی اپنی سطح اونچی نیچی رکھا کر اونچ نیچ میں بڑے فائدے ہیں سطح ہموار رکھنے سے کیا حاصل کچھ عاقبت کی بھی فکر ہے تجھے کراچی میں کبھی کبھی اتنی بارش ہو جاتی ہے کہ سارا شہر پانی پانی ہو جاتا ہے سوائے کارپوریشن اور انتظامیہ کے کبھی کبھی بارش کی بجائے قلندر کی بات سے بھی ایسا ہو جاتا ہے ۔

روشنی

روشنی بڑی چیز اچھی چیز ہے سوائے روشنی طبع کے جو بلا بھی ہو جاتی ہے روشنی پیدا کرنے کے کئی ذرائع ہیں موم بتی ۔لالٹین ۔سورج وغیرہ سورج روشنی تو خوب دیتا ہے لیکن دن میں اس کا نکلنا فائدہ ہے دن میں تو ویسے بھی روشنی ہے رات کو نکلا کرتا تو اچھا ہوتا تھا ۔

روشنی صرف ایک مصرف ہے کہ اس پر پرانے آتے ہیں اور پروانہ دار انثار ہوتے ہیں شمعیں نہ ہوتیں تو پروانوں کے لئے فیملی پلاننگ کا محکمہ کھولنا پڑتا ۔روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اندھیرے کی رفتار کبھی ناپی نہیں گئی اس سے کچھ زیادہ سمجھئے اندھیرے کو ظلمات بھی کہتے ہیں بحر ظلمات ایک سمندر ہے جس سے علاقہ اقبال کے بیان کیمطابق پرانے زمانیکے مسلمان ریس کورس کا کام لیا کرتے تھے یعنی ان میں گھوڑے دوڑاتے تھے ۔

سوالات

۱۔ہمارے محلے کی سڑکوں پر ہمیشہ اندھیرا رہتا ہے اس کی وجہ پر روشنی ڈالو ؟

۲۔پانی کے جوش آنے کا درجہ ۱۰۰ سنٹی گریڈ ہے انسان کے جوش میں آنے کا کیا درجہ ہے حضرت جوش ملیح کا درجہ حرارت بھی بتاؤ

۳۔ وہ کشش کون سی ہوتی ہے جس سے سرکاریں کچے دھاگے مین بندھی آتی ہیں ۔

۱۹ مئی ۱۹۷۰ء

دوسری دفعہ کا ذکر ہے

(چند سبق آموز کہانیاں)

چڑا اور چڑیا

ایک تھی چڑیا ایک تھا چڑا چڑیا لائی دال کا دانا، چڑا لایا چاول کا دانا اس سے کھچڑی پکائی دونوں نے پیٹ بھر کر کھائی آپس میں اتفاق ہو تو ایک ایک دانے کی کھچڑی بھی بہت ہو جاتی ہے۔ چڑا بیٹھا اونگھ رہا تھا کہ اس کے دل میں وسوسہ آیا کہ چاول کا دانا بڑا ہوتا ہے دال کا دانا چھوٹا ہوتا ہے پس دوسرے روز کھچڑی پکی تو چڑے نے کہا اس میں چھپن حصے مجھے دے اور چوالیس حصے تو لے اے بھاگوان پسند کر یا نا پسند کر حقائق سے آنکھ مت بند کر چڑے نے اپنی چونچ میں سے چند نکات بھی نکالے اور اس بی بی نے آگے ڈالے بی بی حیران ہوئی بلکہ رو رو کر ہلکان ہوئی کہ اس کے ساتھ تو میرا جنم کا ساتھ تھا لیکن کیا کر سکتی تھی،

دوسرے دن پھر چڑیا دال کا دانا لائی اور چڑا چاول کا دانا لایا دونوں نے الگ الگ ہنڈیا پکائی کھچڑی پکائی کیا دیکھتے ہیں کہ دو ہی دانے ہیں چڑے نے چاول کا دانا کھایا چڑیا نے دال کا دانا کھایا چڑے کو خالی چاول سے پیچش ہوگئی چڑیا کو خالی دال سے قبض ہو گئی دونوں ایک حکیم کے پاس گئے جو ایک بلا تھا اس نے دونوں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور پھیرتا ہی چلا گیا ۔

دیکھا تو تھے دو مشت پر

یہ کہانی پرانے زمانے کی ہے آج کل تو چاول ایکسپورٹ ہو جاتا ہے اور ع دال مہنگی ہے اتنی کہ وہ لڑکیاں کو مولوی اسمعیل میرٹھی کے زمانے میں دال بھگارا کرتی تھیں آج کل فقط شیخی بگھارتی ہیں ۔

ایک گورو کے دو چیلے

ایک تھا کورد بڑا نیک دھوما تما دواس کے چیلے تھے وفادار، جاں نثار، گورد کے خون کی جگہ اپنا پسینہ بہانے کے ل؛ ئے تیار ایک کا نام شبھ بام پوربل تھا دوسرے کا پچھمی چند گورد جی جب لوگوں کو اپدیش دینے اور ان کی مرادیں پوری کرنے کے بعد آرام کرنے کو لیٹتے تو چیلا پوربوس ان کیہ دینی ٹانگ دباتا اور پچھمی چند چپڑ کرا سے چمکاتے جھسد یاں اور گھنگرو باندھ کر اسے سجاتے اس پر مکھی بھی نہ بیٹھنے دیتے تھے ایک روز کرنا پرماتما کا ایسا ہوا کہ گورد جی ایک کروٹ لیٹ گئے اور ان کی بائیں ٹانگ دہنی ٹانگ کے اوپر جا پڑی چیلے پوربل کو بہت غصہ آیا اس نے فورا ایک ڈانڈا اٹھایا اور بائیں ٹانگ کے رسید کیا گورد جی بے بلبلا کر داہنی ٹانگ اوپر کر لی اب پچھمی چند کی غیرت نے جوش مارا اس نے اپنی لٹھیا اٹھائی اور داہنی ٹانگ کی خوب سی مرمت کی دوردجی بہت چلائے کہ ظالمو کیوں مارے ڈالتے ہو ہائے لیکن چیلے کب مانتے تھے کب گورد گورد جی کی ٹانگیں سوج کر کپا ہو گئیں مدتوں ہلدی چونا لگانا پڑٹا۔

اب آگے چلیئے کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی لالہ پچھمی چند کے کئی بیٹے تھے بڑے ہونہار اور ہوشیار پشاور مل، سندھو رام، لاہوریملا ور بلوچ رائے لالہ جی کا دیہانت ہوا تو یہ ٹانگ انھوں نے درشے میں پائی وہ گوردجی کی ٹانگ تو دباتے تھے لیکن کوئی ران کا حصہ زیادہ دباتا تھا کوئی پنڈلی پر زیادہ توجہ دیتا تھا آخر کار زبردست جھگڑا ہوا اور طے ہوا کہ ہم اپنا حصہ الگ کرلیں گے لالہ پوربول نے کہا ہاں ہاں ٹھیک کر رہے ہو اب ان برخوداروں نے گنڈاسہ منگایا ایک نے ران سنبھالی بوری میں ڈالی دوسرے نے پنڈلی لے لی تیسرے نے گھٹنا اٹھایا چوتھے نے باقی کو سمیٹا اور گھر کی راہ لی اور اس کے بعد سبھی ہنسی خوشی زندگی بسر کونے لگے۔

گوردجی کا کیا ہوا؟ مرے یا جیئے جئے تو کتنے دن تک جئے اس کا کہانی میں ذکر نہیں۔

کچھوا اور خرگوش

ایک تھا کچھوا ایک تھا خرگوش دونو نے آپس میں دوڑ کی شرط لگائی کوئی کچھوے سے پوچھے کہ تو نے کیوں لگائی کیا سوچ کر لگائی دنیا میں احمقوں کی کمی نہیں ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں طے یہ ہوا کہ دونوں میں سے جو نیم کے ٹیلے تک پہلے پہنچے وہ میری سمجھا جائے اسے اختیار رہے کہ ہارنے والے کے کان کاٹ لے۔

دوڑل؛ گانی شروع ہوئی خرگوش تو یہ جا وہ جا پلک جھپکنے میں خاصی دور نکل گیا میاں کچھوے وضعداری کی چال چلتے منزل کی طرف رواں ہوئے تھوڑی دور پہنچے تو سوچا بہت چل لئے اب آرام بھی کرنا چاہیئے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے شاندار ماضی کی یادوں میں کھو گئے جب اس دنیا میں کچھوے کا راج کیا کرتے تھے سائنس اور فنون لطیفہ میں بھی ان کا بڑا نام تھا یونہی سوچتے میں آنکھ لگ گئی کیا دیکھتے ہیں خود تخت شاہی پہ بیٹھے ہیں باقی زمینی مخلوق شیر، چیتے، خرگوش آدمی وغیرہ ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یا فرشی سلام کر رہے ہیں آنکھ کھلی تو ابھی بھی سستی باقی تھی بولے ابھی کیا جلدی ہے اس خرگوش کے بچے کی کیا اوقات ہے میں بھی کتنے عظیم ورثے کا مالک ہوں بھئی واہ میرے کیا کہنے۔

جائے کتنا زمانہ سوئے رہے تھے جب جی بھر کے ستائے تو پھر ٹیلے کی طرف رواں ہوئے وہاں پہنچے تو خرگوش کو نہ پایا بہت خوش ہوئے اپنے کو ہی کہ واہ رے مستعدی میں پہلے پہنچ گیا بھلا کوئی میرا مقابلہ کرسکتا ہے اتنے میں ان کی نظر خرگوش کے ایک پلے پر پڑی جو ٹیلے کے دامن میں کھیل رہا تھا کچھوے نے کہا اربرخودار تو خرگوش خاں کو جانتا ہے۔ خرگوش کے بچے نے کہا جی ہاں جانتا ہوں میرے ابا حضور تھے معلوم ہوتا ہے آپ ہیں وہ کچھوے میاں جنھوں نے باداجان سے شرط لگائی تھی وہ تو پانچ منٹ میں یہاں پہنچ گئے تھے اس کے بعد مدتوں آپ کا انتظار کرتے رہے آخر انتقال کر گئے جاتے ہوئے وصیت کر گئے تھے کہ کچھوے میاں آئیں تو ان کے کان کاٹ لینا اب لائیے ادھر کان کچھوے نے فورا کان اور اپنی سری خول کے اندر کر لی آج تک چھپائے پھرتا ہے۔

KUTABKHANA OSMANIA

لومڑی اور کوا

ایک کوا روٹی کا ٹکڑا لیے ہوئے ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھا تھا ایک لومڑی کا گزر ادھر سے ہوا منہ میں پانی بھر آیا لومڑی کے سوچا کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ یہ اپنی چونچ کھول دے اور یہ روٹی کا ٹکڑا میں جھپٹ لوں ۔ پس اس نے مسکین صورت بنا کر اور منہ اوپر اٹھا کر کہا کوے میاں سلام ترے حسن کیا تعریف کروں کچھ کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے واہ واہ چونچ بھی کالی پر بھی کالے آج کل تو دنیا مستقبل کالوں ہی ہاتھ میں ہے افریقہ میں بھی بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے لیکن خیر یہ سایہ سیاست کی باتیں ہیں آمدم برسر مطلب میں نے تیرے گانے کی تعریف سنی ہے تو اتنا خوبصورت ہے تو گانا بھی اچھا ہوگا مجھے گانا سننے کا شوق یہاں کھینچ لایا ہے ہاں تو ایک آدھ ٹھمری ہو جائے ۔

کوا پھولا نہ سمایا لیکن سیانے پن سے کام لیا روٹی کا ٹکڑا منہ سے نکال کر پنجے میں تھاما اور لگا کائیں کائیں کرنے بی لومڑی کا کام نہ بنا تو یہ کہتی ہوئی چل دی ہت تیرے کی بے سرا بھانڈ معلوم ہوتا ہے تو نے بھی حکایات لقمان پڑھ رکھی ہے ۔

پیاسا کوا

KUTABKHANA OSMANIA

ایک کوا پیاسے کوے کو ایک جگہ پانی کا مٹکا پڑا نظر آیا بہت خوش ہوا لیکن یہ دیکھ کر مایوسی ہو یہ کہ پانی بہت نیچے فقط مٹکے کی تہہ میں تھوڑا سا ہے سوال یہ تھا کہ پانی کو کیسے اوپر لائے اپنی چونچ تر کرے، اتفاق سے اس نے حکایات لقمان پڑھ رکھی تھی پاس ہی بہت سے کنکر پڑے تھے اس نے اٹھا کر ایک ایک کنکر اس میں ڈالنا شروع کیا کنکر ڈالتے ڈالتے صبح سے شام ہوگئی پیاسا تو تھا ہی نڈھال ہوگیا مٹکے کے اندر نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ کنکر ہی کنکر ہیں سارا پانی کنکروں نے پی لیا بے اختیار اس کی زبان سے نکلا ہت ترے لقمان کی پھر بے سدھ ہو کر زمین پر گر گیا اور مر گیا اگر وہ کوا کہیں سے ایک نلکی لے آتا تو مٹکے کے منہ پر بیٹھا پانی کو چوس لیتا اپنے دل کی مراد پاتا ہرگز جان سے نہ جاتا۔

اتفاق میں برکت ہے

ایک بڑے میاں جنھوں نے اپنی زندگی میں بہت کچھ کمایا اور بنایا تھا آخر بیمار ہوئے مرض الموت میں گرفتار ہوئے ان کو اور تو کچھ نہیں کوئی فکر تھی تو یہ کہ ان پانچوں بیٹوں کی آپس میں نہیں بنتی تھی گاڑھی کی پتلی بھی نہیں چھنتی تھی لڑتے رہتے تھے کبھی کسی بات پر اتفاق نہ ہوتا تھا حالانکہ اتفاق میں بڑی برکت ہے آخر انھوں نے بیٹوں پر اتحاد کی خوبیاں واضح کرنے کے لئے ایک ترکیب سوچی ان کو اپنے پاس بلایا اور کہا دیکھو اب میں کوئی دم کا مہمان ہوں سب جا کر ایک ایک لکڑی لے آؤ۔

ایک نے کہا لکڑی ؟ آپ لکڑیوں کا کیا کریں گے دوسرے نے آہستہ سے کہا بڑے میاں کا دماغ خراب ہو رہا ہے لکڑی نہیں شاید

ککڑی کہہ رہے ہیں ککڑی کھانے کو جی چاہتا ہوگا تیسرے نے کہا نہیں کچھ سردی ہے شاید آگ جلانے کو لکڑیاں منگاتے ہوں گے چوتھے نے کہا بابو جی کوئلے لائیں ۔ پانچویں نے کہا نہیں اپلے لاتا ہوں وہ زیادہ اچھے رہیں گے باپ نے کراہتے ہوئے کہا ارے نالائقو میں جو کہتا ہوں وہ کرو کہیں سے لکڑیاں لاؤ جنگل سے ایک بیٹے نے کہا یہ بھی اچھی رہی جنگل یہاں کہاں اور محکمہ جنگلات والے؛ کڑی کہاں کاٹنے دیتے ہیں دوسرے نے کہا اپنے آپے میں نہیں ہیں باپو جی بک رہے ہیں جنہوں میں کیا کیا کچھ۔ تیسرے نے کہا بھئی لکڑیوں والی بات اپن کی تو سمجھ میں نہیں آئی چوتھے نے کہا بڑے میاں نے عمر بھر میں ایک ہی تو خواہش کی ہے اسے پورا کرنے میں کیا حرج ہے۔

پانچویں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں ٹال پر سے لکڑیاں لاتا ہوں چنانچہ وہ ٹال پر گیا ٹال والے سے کہا خان صاحب ذرا پانچ لکڑیاں تو دینا اچھی مضبوط ہوں ۔ٹال والے نے لکڑیاں دیں ہر ایک خاصی موٹی اور مضبوط باپ نے دیکھا تو اس کا دل بیٹھ گیا یہ بتانا بھی خلاف مصلحت تھا کہ لکڑیاں کیوں منگائی ہیں اور اس سے کیا اخلاقی نتیجہ مقصود ہے آخر بیٹوں سے کہا اب ان لکڑیوں کا گھٹا باندھ دو۔

اب بیٹوں میں پھر چہ میگوئیاں ہوئیں گٹھا وہ کیوں اب رسی کہاں سے لائیں بھئی بہت تنگ کیا اس بڈھے نے آخر ایک نے اپنے پاجامے میں سے ازار بند نکالا اور گٹھا باندھا۔ بڑے میاں نے کہا اب اس گٹھیت کو توڑو بیٹوں نے کہا کیسے توڑیں کلہاڑا کہاں سے لائیں باپ نے کہا کلہاڑے سے نہیں ہاتھوں سے توڑو گھٹنے سے توڑو حکم والد مرگ مفاجات پہلے ایک نے کوشش کی پھر دوسرے نے پھر تیسرے نے پھر چوتھے نے پھر پانچویں نے لکڑیوں کا بال بیکا نہ ہوا سب نے کہا باؤ جی ہم سے نہیں ٹوٹتا یہ لکڑیوں کا گٹھا۔

باپ نے کہا اب ان لکڑیوں کو الگ اگ کردو ان کی رسی کھول دو ایک نے جل کر کہا رسی کہاں ہے میرا ازار بند ہے اگر آپ کو کھلوانا تھا تو گٹھا بندھوایا ہی کیوں تھا لاؤ بھئی کوئی پنسل دینا میں ازار مند ڈال لوں پاجامے میں باپ نے کہا بزرگانہ شفقت سے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اچھا اب ان لکڑیوں کو تورو ایک ایک کر کے توڑو لکڑیاں چونکہ موٹی موٹی اور مضبوط تھیں بہت کوشش کی کسی سے نہ ٹوٹیں آخر میں بڑے بھائی کی بری تھی اس نے ایک لکڑی پر گھٹنے کا پورا زور ڈالا اور تڑاق کی آواز آئی باپ نے نصیحت کرنے کے لئے آنکھیں یک دم کھول دیں کیا دیکھتا ہے کہ بیٹا بے ہوش پڑا ہے لکڑی سلامت پڑی ہے آواز بیٹے کے گھٹنے کی ہڈی ٹوٹنے کی تھی۔ ایک لڑکے نے کہا یہ بڈھا بہت جاہل ہے دوسرے نے کہا اڑیل، ضدی۔ تیسرے نے کہا کھوسٹ، سنکی، عقل سے پیدل، گھامڑ۔ چوتھے نے کہا سارے بڈھے ایسے ہی ہوتے ہیں کمبخت مرتا بھی نہیں بڈھے نے اطمینان کا سانس لیا کہ بیٹوں میں کم از کم ایک بات پر تو اتفاق رائے ہوا اس کے بعد آنکھیں بند کیں اور نہایت سکون سے جان دے دی ۔

KUTABKHANA OSMANIA

دانا اور غلام عجمی

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمت فردوسہ اندر کہ ایک غلام عجمی ایک کشتی میں بیٹھا جا رہا تھا اس نے پہلے کبھی دریا کی صورت نہ دیکھی تھی بیچ دھارے کے کشتی پر موجوں کے تھپیڑے جو پڑے تو لگا چیخنے چلانے اور واویلا مچانے ہر چند لوگوں نے دلاسا دیا پکڑ پکڑ کر بٹھایا لیکن۔

کسی صورت نہ دل کی بے قراری کو قرار آیا

ایک دانا بھی کشتی میں بیٹھا تھا شیخ سعدی ء کے زمانے میں دانا اسی طرح جا بجا موجود رہتے تھے جس طرح ہر بس میں ایک کنڈکٹر اور ہر محکمے میں افسر تعلقات عامہ ہوتا ہے اس نے لوگوں کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تم لوگ کہو تو میں ایک ترکیب سے اسے بھی خاموش کرا دوں مسافر بے لطف ہو رہے تھے فارسی میں بولے اریں چہ بہتر اس پر اس نے مسافر کو مذکور کو دریا میں پھنکوایا اور جب وہ چند غوطے کھا کر ادھ ہوا ہو گیا تو ملاحوں سے پوچھ لیتا کہ بھائیو تمہیں تیرنا بھی آتا ہے فرض کیجئے وہ تیرا کی میں اس دانا کی طرح اور ہماری طرح کورے ہوتے غضب ہو جاتا دانا صاحب کی بھد ہو جاتی مقدمہ الگ ان پر چلتا لیکن خیر ایک ملاح اسے کشتی کے قریب گھسیٹ لایا اور وہ شخص دونوں ہاتھوں سے کشتی کے کنارے کو پکڑ کر اس پر سوار ہو گیا آرام سے چپ چاپ ایک کونے میں جا بیٹھا لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا اس میں کیا بھید ہے اس زمانے میں لوگ عموماً کند ذہن ہوتے تھے ذرا ذرا سی بات پوچھنے کے لئے داناؤں کے پاس دوڑت جاتے تھے دانا نے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کہا اے سادہ لوحو یہ شخص اس سے پہلے نہ غرق ہونے کی مصیبت کو جانتا تھا نہ کسی کو سلامتی کا ذریعہ مانتا تھا اب دونوں باتوں سے واقف ہو گیا ہے تو آرام سے بیٹھ گیا ہے نتیجہ یہ نکلا لیکن نتیجہ نکالنے کا ہمارے پاس وقت نہیں اب دوسری حکایت سنیئے۔

KUTABKHANA
OSMANIA

نوشیزاں اور نمک

نوشیزاں عادل کے ملازم ایک روز شکار گاہ میں اپنے آقا کے لئے کباب بھوننے لگے تو نمک موجود نہ تھا ان اس سے اندازہ کیجئے کہ جس بادشاہ کے نوکر نمک تک ساتھ نہ لے چلیں اس کی بادشاہی کیسے چلتی ہو گی خیر کسی نوکر کو گاؤں بھیجا گیا کہ نمک لائے نوزیزاں نے دیکھا تو فوراً جاتے ہوئے نوکر کو آواز دے کر فرمایا خبردار نمک قیمت دے کر لانا ورنہ بدرسمی سے گاؤں برباد ہو جائے گا حاضرین میں سے کسی نے عرض کی جہاں پناہ ذرا سے نمک سے کیا بدرسمی ہو سکتی نوشیزاں بہادر نے فرمایا یاد رکھو دنیا میں ظلم کی بنیاد پہلے تھوڑی تھی لیکن جو شخص آتا گیا اس پر بڑھا تا گیا اپنی بات کی تائید میں نوشیزاں نے شیخ سعدی کا ایک فارسی قطعہ بھی پڑھا چونکہ آج کل فارسی ہمارے اسکولوں میں نہیں پڑھائی جاتی لہذا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

اگر رعیت کے باغ سے بادشاہ ایک سیب مفت لیتا ہے تو اس کے غلام درخت کو جڑے اکھاڑ پھینکتے ہیں اگر بادشاہ پانچ انڈے بھی مفت کسی کے کھالے تو لشکر والے ہزاروں مرغ مفت میں لے بھون کھائیں اگر بادشاہ ایک لائنسس بھی اپنے کسی عزیز کو دیتا ہے تو مصاحین سارا ملک اس کے نام پر بیچ کھاتے ہیں نتیجہ ا۔شکار کو جاتے ہوئے دیکھ لینا چاہیئے کہ نمک مرچ وغیرہ ہیں کہ نہیں

۲۔ لائنسس پرمٹ اپنے عزیزوں کے علاوہ دوسروں کو بھی دینے چاہیں ۔

وزیر اور درویش

یکے از وزائے معزز ل شدہ بحلقہ درویشیاں درآمد ہم تو فارسی بولنے لگے خیر اردو پر آتے ہیں اگر چہ اس میں خطرہ ہے تو کیونکہ لاہور میں اردو نمبر پلیٹ والی گاڑیوں کا چالان ہونے لگا ہے ہاں تو قصہ یہ ہے کہ وزارت سے نکلا ہوا ایک وزیر درویشیوں کے گرد میں جا شامل ہوا اور اس صحبت میں اس کے دل کو اس قدر آرام ملا حکومت کے دونوں میں ہر گز نصیب نہ ہوا تھا کچھ عرصے بعد بادشاہ نے اسے پھر وزارت کے کے لئے طلب کیا تو اس کے کہ اپنی گسڈی دوڈی پھینک زلفیں دلفیں منڈوا، چرغہ دغہ ادنے پونے بیچ اپنی کار پر جھنڈا لگوانے کو دوڑا دوڑا آیا اس نے بو واپسی ڈاک کہلا بھیجا کہ حضور معافی چاہتا ہوں معزدلی بہ از مشغولی اس نوکری سے میں یوں ہی بھلا۔

آنانکہ بکنج عافیت بنشستند

دندان سگ ودہان مردم بستند

کاغذ بدرید قلم بشکستند

وزدست وزبان حرف گیراں رستند

بادشاہ نے پھر ارجنٹ تار دیا اے سابق وزیر اس سلطنت کے کاموں کے لئے تجھ ایسا لائق اور تجربہ کار آدمی مناسب ہے اسٹاپ فوراً اسٹاپ تنخواہ بڑھا دیں گے اسٹاپ کوٹھی کار اس کے علاوہ لیکن وہ اپنی ہٹ کار پکار نہ مانا کہلا بھیجا جہاں پناہ کوئی اور انتظام کر لیجئے اصل بات تو یوں ہے کہ جو شخص واقعی عقل مند ہو گا وہ ان بکھیڑوں میں مبتلا ہونا کبھی پسند نہ کرے گا فرد۔

ہمائے برسر مرغاں ازاں شرف دارد

کہ استخواں خوردو طائرے نیازارد

یہ حکایت ادھوری معلومن ہوتی ہے بادشاہ کے سیکریٹری نے یہ پیغام مع فارسی فرد کے بادشاہ کت گوش گزار کرتے ہوئے کہا ہو گا حضور اس کا تو دماغ خراب ہے حاضر ہوں مجھے وزیر بنا لیجئے ،

گوشت اور ہڈی

ایک کتا ارو گدھا اکٹھے چلے جارے تھے کہ راستے میں ایک لفافہ پڑا ملا گدھے نے اسے اٹھایا کھول کر پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ حامل رقعہ ہذا کو حسب ذیل چیزیں مفت دی جائیں گی۔ بھوسہ ۔سبزہ چارہ، چنے --------

کتے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا برادرم ذرا دیکھنا اس فہرست میں نیچے جا کر گوشت اور ہڈی کا ذکر بھی ہو گا گدھا سارا پروانہ پڑھ گیا اس

میں کوئی ایسی چیز مذکور نہ تھی کتے نے کہا تب یہ بیکار چیز ہے پھینک دو اسے پارٹی منشوروں میں فقط گدھوں ہی کی بات نہیں ہونی چاہیئے کتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے ۔

ہم کیوں بھاگیں

ایک آخر کار جنگل میں گدھوں پر مال لادے چلا جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں کا کھٹا ہوا وہ گدھوں کو پکارا خطرہ، خطرہ، بھاگو ڈاکو آ رہے ہیں گدھوں نے کہا تم بھاگو ہم کیوں بھاگیں ہمیں تو بوجھا ڈھونا ہے تیرا بوجھا ہو یا کسی اور کا ہوا گر مال کے منافع میں کچھ حصہ گدھوں کا بھی ہوتا تو وہ ہرگز ایسی بات نہ کہتے ۔

متحدہ محاذ

ایک شیر اور گدھا شکار کرنے گئے انھوں نے کئی جانور مارے آخر شکار تقسیم کرنے بیٹھے شیر نے ڈھیریاں بنائیں اور کہا یہ ڈھیری تو جنگل کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے میری ہے اور یہ دوسری اس لئے میری ہے کہ شکار میں برابر کا حصہ دار ہوں اب رہی یہ تیسری ڈھیری کسی میں ہمت ہے تو اٹھالے ہے ہمت ہر متحدہ محاذ میں عموما ایک شیر اور باقی گدھے ہوتے ہیں تقسیم شکار رکی ہو یا ٹکٹوں کی اس میں شیر کا حصہ خاص ہوتا ہے اس پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو گدھا ہے۔

مینڈکوں کا بادشاہ

ایک بار مینڈکوں نے خدا سے دعا کی کہ یا پروردگار ہمارے لئے کوئی بادشاہ بھیج باقی سب مخلوقات کے بادشاہ ہیں ہمارا کوئی بھی نہیں ہے خداوند نے ان کی سادہ لوحی پر نظر کرتے ہوئے لکڑی کا ایک کندہ جوہڑ میں پھینکا بڑے زوروں کے چھینٹے اڑے پہلے تو سب ڈر گئے تھوڑی دیر بعد یہ دیکھ کر کہ وہ لمبا لمبا پڑا ہے ڈرتے ڈرتے قریب آئے پھر اس پر چڑھ گئے اور ٹاپنے لگے۔

چند دن بعد دوبارہ خداوند کو عرضی دی کہ یہ بادشاہ ہمیں پسند نہیں آیا کوئی اور بھیج جو ہمارے شایان شان ہو۔ خداوند نے ناراض ہو کر ایک سمندری سانپ بھیج دیا وہ آتے ہی بہتوں کو چٹ کر گیا باقی کونوں کھدروں میں جا چھپے۔ اس حکایت کا نتیجہ قارئین کرام آپ خود ہی نکالیے آخر آپ خود بھی سمجھ دار ہیں۔

بیان جانورں کا

بیان پالتو جانوروں کا

بھلا ایسا بھی کوئی گھر ہے جس میں ایک نہ ایک پالتو جانور نہ ہو گائے نہیں تو بھینس بھیڑ نہیں تو بکری کتا نہیں تو بلی گھوڑا نہیں تو گدھا جانور پالنا بڑی اچھی بات ہے یہ صرف انسان کا خلاصہ ہے آپ نے یہ کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ کسی طوطے نے خرگوش پالا ہو کسی مرغی نے کوئی بلی پالی ہو یا کسی گدھے نے کوئی گھوڑا پالا ہو گدھا بظاہر کیسا بھی نظر آئے ایسا گدھا کبھی نہیں ہوتا۔

پالتو جانوروں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔

پہلی قسم۔ دودھ دینے والے جانور مثلاً گائے، بھینس، بکری وغیرہ

دوسری۔ دودھ پینے والے جانور مثلاً کبھی بلی سامنے کبھی چوری چھپے۔

تیسری قسم۔ جو نہ دودھ دیتے ہیں نہ دودھ پیتے ہیں مثلاً مرغی، مثلاً کبوتر مثلاً طوطا ۔

چوتھی قسم ہم بھول گئے ہیں لہذا اسے نظرانداز کرتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا حال جانوروں کا لکھتے ہیں۔

KUTABKHANA
OSMANIA

بھینس

یہ بہت مشہور جانور ہے قد میں عقل سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے چوپایوں میں یہ واحد جانور ہے کہ موسیقی سے ذوق رکھتا ہے اسی لئے لوگ اس کے آگے بین بجاتے ہیں کسی اور جانور کے آگے نہیں بجاتے بھینس دودھ دیتی ہے لیکن وہ کافی نہیں ہوتا باقی دودھ گوالا دودھ والا دیتا ہے اور دونوں کے باہمی تعاون سے ہم شہر کا کام چلتا ہے تعاون اچھی چیز ہے لیکن دودھ کو چھان لینا چاہیئے تاکہ مینڈک نکل جائیں ۔

بھینس کا گھی بھی ہوتا ہے بازار میں ہر جگہ ملتا ہے آلوؤں، چربی اور وٹامن سے بھرپور نشانی اس کی یہ کہ پیپے پر بھینس کی تصویر بنی ہوتی ہے اس سے زیادہ تفصیل میں نہ جانا چاہیئے۔

آج کل بھینس انڈے نہیں دیتیں مرزا غالب کے زمانے کی بھینس یتی تھیں حکیم لوگ پہلے روغن گل بھینس کے انڈے سے نکالا کرتے تھے

پھر دوا جتنی ہے کل بھی نکال لیا کرتے تھے بہت سے امراض کے لئے مفید ثابت ہے ۔

گائے

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی

یہ شعر مولوی اسمٰعیل میرٹھی کا ہے کا ہے شیخ سعدی وغیرہ کا نہیں یہ بھی خوب جانور ہے دودھ کم دیتی ہے عزت زیادہ کراتی ہے پرانے خیال کے ہندو اسے ماتا جی کہہ کر پکارتے ہیں ویسے بچھڑوں سے بھی اس کا یہی رشتہ ہوتا ہے ۔

صحیح الخیال ہندو گائے کا دودھ پیتے ہیں اس کے گوبر سے چوکا لیپتے ہیں لیکن اس کو کاٹنا اور کھانا پاپ سمجھتے ہیں ان کے عقیدے میں جو گائے کو کاٹتا ہے اور کھاتا ہے سیدھا نرک میں جاتا ہے راستے میں کہیں دم نہیں لیتا یہی وجہ ہے گائے دودھ دینا بند کردے تو ہندو اسے قصاب کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں قصاب مسلمان ہوتا ہے اسے ذبح کرتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو کھلاتا ہے تو یہ سارے نرک میں جاتے ہیں بیچنے والے کو روحانی تسکین ہوتی ہے پیسے الگ ملتے ہیں۔ جن گائیوں کو قصاب قبول نہ کریں انھیں گئوشالاؤں میں رکھا جاتا ہے جہاں وہ بھوکی رہ کر تپسیا کرتی ہیں اور کووں کے ٹھونگے کھاتی پرلوک سدھارتی ہیں غیرملکی سیاح ان کے فوٹو کھینچتے ہیں کتابوں میں چھاپتے ہیں کھالیں برآمد جاتی ہیں زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔ شاستروں میں لکھا ہے کہ دنیا گائے کے سینگوں پر قائم ہے گائے خود کس چیز پر کھڑی ہے اس کا گوبر کہاں گرتا ہے اور پیشاب کہا جاتا ہے یہ تفصیلاً تخوف طوالت شاستروں میں نہیں لکھیں ۔

KUTABKHANA OSMANIA

بھیڑ

بھیڑ کی کھال بہت مشہور ہے بھیڑ کی چال بہت مشہور ہے اور بھیڑ کا تال بھی مشہور ہے۔ بہت کم عمر طبعی کو پہنچتی ہیں جو رشتہ شیر بکری سے ہم نے بیان کیا ہے وہی بھیڑ کا بھیڑیے سے ہے بھیڑیں بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں سفید بھیڑیں ، کالی بھیڑیں وغیرہ لیکن بھیڑیا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے و یکساں چاہت سے لقمہ بناتا ہے اس جانور میں قربانی کا مادہ بہت ہوتا ہے اور انسان اس مادے سے بہت فائدہ اٹھاتا ہے گوشت کھاتا ہے کھال بیچ دیتا ہے۔

بکری

اگرچہ چھوٹی ہے ذات بکری کی لیکن دودھ یہ بھی دیتی ہے عام طور پر صرف دودھ دیتی ہے لیکن زیادہ مجبور کریں تو کچھ میگنیاں بھی ڈال دیتی ہیں جن بکریوں کو شہرت عام اور بقائے دوام کے دربار میں جگہ ملی ہے ان میں ایک گاندھی جی کی بکری تھی اور ایک اخفش نامی بزرگ کی روایت ہے کہ وہ بکری نہیں بکرا تھا معقول صورت یہ جو شاعری میں اذان اور بحروں کی بدعت ہے یہ اخفش صاحب ہی سے

منسوب کی جاتی ہے بیٹھے فاعلاتن فاعلات کیا کرتے تھے جہاں شک ہو تصدیق کے لئے بکرے سے پوچھتے تھے کہ کیوں حضرت ٹھیک ہے نا وہ بکرا اللہ اسے جنت میں یعنی جنت والوں کے پیٹ میں جگہ دے مر بلا کران کی بات پر صاد کر دیتا تھا اس بکرے کی نسل بہت پھیلی پاکستان میں بھی پائی جاتی ہے سوتے جاگتے اس کے منہ میں سر یس سر جی حضور جی جناب بجا فرمایا وغیرہ نکلتا رہتا ہے اسے بات سننے اور سمجھنے کی ضرورت نہیں ہوتی جن ملکوں میں بہت انصاف جوان میں شیر اور بکریں ایک گھاٹ پانی پینے لگتی ہیں جس طرح علامہ اقبال کے ایک شعر میں محمود اور ایاز ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اس میں فائدہ یہ ہے کہ شیر پانی پینے کے بعد وہیں بکری کو دبوچ لیتا ہے اسے ناشتے کے لئے زیادہ دور نہیں جانا پڑتا۔

گدھا

گدھا بڑا مشہور جانور ہے گدھے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو چار پوؤں والے اور دو پاؤں والے سینگان میں سے کسی سر پر نہیں ہوتے آج کل چار پاؤں والے گدھں کی نسل گھٹ رہی ہے دو پاؤں والوں کی بڑھ رہی ہے۔ گھوڑے کی شکل ایک حد تک گدھے سے ملتی ہے بعض لوگ گدھے گھوڑے کو برابر سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتے ہیں دونوں کو ایک تھان پر باندھتے ہیں یا ایک لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیتے ہیں اگر گدھا اسپر اعتراض کرے تو کہتے ہیں سنو ذرا اس گدھے کی باتیں سوچنے کی بات ہے اگر گھوڑا کسی لائق ہوتا حضرت عیسی اس پر سواری ہ کرتے گدھے کو کیوں پسند کرتے شاعروں نے بھی گدھے کی ایک خوبی کی تعریف کی ہے خرعیسیو ہایا کوئی اور گدھا اگر وہ مکہ بھی ہو آئے تو گدھا ہی رہتا ہے دوسرے جانور بشمول آدمی تو اپنی اصل بھول جاتے ہیں واپس آ کر القاب کے دم چھلے لگاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے ایک زمانے میں گدھوں کی مشابہت گھوڑوں کی بجائے آدمیوں سے زیادہ ہوتی تھی غالب اپنے محبوب کے دروازے پر کسی کام سے گئے تھے اس کا پاسبان یعنی دربان ان کو حضرت عیسی کی سواری کا جانور سمجھکر بوجہ احترام چپ رہا لیکن جن انھوں نے کنوتیاں جھاڑ کر اس کے قدم لینے کی کوشش کی تو کیا سمجھ گیا کہ یہ تو نجما لدلہ وبیر الملک مرزا اسد اللہ خاں بہادر ہیں چنانچہ کما حقہ بدسلوکی کی۔

سوالات

ا۔ کیا کابل میں گدھے نہیں ہوتے اگر نہیں ہوتے تو یہاں سے بھیجے جائیں اگر ہوتے ہیں تو وہاں سے منگائے جائیں ؟

۲۔ گدھوں کی طرح ہمارا منہ مت دیکھو جواب دو ۔

اونٹ

اونٹ ایک جانور ہے اکبر الہ آبادی نے اسے مسلمان سے تشبیہ دی ہے کیونکہ مسلمان کی طرح اس کی بھی کوئی کل سیدھی نہیں ہوتی اور مسلمان کی طرح یہ بھی صحرا جانور ہے بہت دن تک بے کھائے پیئے زندہ رہتا ہے جس طرح ہر مسلمان کی پیٹھ پر عظمت رفتہ کو ہان ہوتا

ہے اس کی پیٹھ پر بھی ہوتا ہے اونٹ کو ڈاچی بھی کہتے ہیں ڈاچی والیا موڑ مہار دے ریلوے والوں نے آج کل اس کو پہیے لگا کر ایکسپریس بنا دیا ہے عربی میں اسے ناقہ کہتے ہیں حضرت قیس کی محبوبہ لیلے ہی نہیں اس زمانے کی سبھی عورتیں ناقہ پر ہی سوار ہوا کرتی تھیں بعد میں ہند کے شاعروں صورت گروں اور افسانہ نویسوں کے اعصاب پر سوار ہونے لگیں کیونکہ اس میں ہچکولے کم لگتے ہیں آرام زیادہ رہتا ہے ۔

سوالات

ا۔ اونٹ کو صحرا کا جہاز کہتے ہیں اسہ مثال پر ہم جہازوں کو سمندر کے اونٹ کہہ سکتے ہیں ؟

کتا

کتا پالتو جانور ہے ہمارے شہر کی کارپوریشن اسے پالتی ہے اور مختف علاقوں میں چھوڑ دیتی ہے کارپوریشن اور بھی کئی جانور پالتی ہے مثلا چوہے، لیکن بھونکنے والا جانور یہی ہے کتابوں میں آیا ہے کہ جو کتے بھونکتے ہیں وہ کاٹتے نہیں کاٹنے والے کو بھونکنے کی ضرورت نہیں ہی کیا ہے بھونکتا وہ ہے جسے کاٹا جائے جس کو گزند پہنچے۔

کتا بڑا وفادار جانور ہے کارپوریشن بھی اس کی بہت وفادار ہے جند نوں میں کتے شہریوں کا کاٹتے ہیں کارپوریشن بھی ان کی ہمدردی میں کاٹنا شروع کر دیتی ہے کہ یہ ٹیکس لاؤ وہ ٹیکس لاؤ ناطقے کے علاوہ کبھی کبھی پانی بھی بند کر دیتی ہے جس سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ کارپوریشن کا شجرہ حضرت امام حسین کے کسی صاحب اقتدار ہمعصر سے جاملتا ہے۔کارپوریشن کے علاوہ نجی شعبے میں بھی کتے ہوتے ہیں رئیسوں کے کتے رئیس ہوتے ہیں غریبوں کے کتے غریب ہوتے ہیں رئیسوں کے کتے غریبوں پر بھونکتے ہیں غریبوں کے کتے اپنے آپ پر بھونکتے ہیں کتا اپنی گلی میں شیر ہوتا ہے عین اس طرح جس طرح کسی دوسرے کی گلی میں کتا بن جاتا ہے۔

کتوں ور عاشقوں میں کئی چیزیں مشترک ہیں دونوں راتوں کو گھومتے ہیں اور اپنا کلا مپڑھ پڑھ لولوگوں کو جگاتے ہیں اور اینٹ پتھر کھاتے ہیں ہاں ایک کتا لیلے کا بھی تھا لوگ لیلے تک پہنچے کے لئے اس سے پیار کرتے تھے اس کی خوشامد کرتے تھے جس طرح صاحب کے سیکریڑی یا چپراسی کی کرنی پڑتی ہے ۔

آدمی

دودھ دینے والے جانوروں میں پالنے کے لئے سب سے اچھا یہی ہے یہ نوکری کرتا ہے دکان کرتا ہے تنخواہ لاتا ہے بچے کھلاتا ہے انھیں پیٹھ پر بٹھاتا ہے عجیب شکلیں بنا کر ہنساتا ہے بہلاتا ہے اپنی مادہ کی خدمت میں جتنی دوڑ دھوپ یہ کرتا ہے کوئی اور جانور نہیں کرتا اسی لئے تو اس کے سینگ غائب ہو گئے ہیں کھر گھس گئے ہیں اور دم جھڑ گئی ہے۔

اس جانور کا پالنا اور سدھانا سب آسان ہے اسے طوطے کی طرح بولنا سکھا سکتے ہیں ایک آسانی یہ ہے کہ اس کے لئے الگ تھان یا پنجرہ بنانے یا زنجیر ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی جس کمرے میں چاہو سلا دو ۔ بھاگتا نہیں۔

سوالات

ا۔تم اپنا شمار پالتوؤں میں کرنا پسند کرو گے یا جانوروں میں ؟

۲۔اونٹ کو مسلمانوں سے کیوں تشبیہ دیتے ہیں ؟

۳۔کوئی کل سیدھی نہ ہونے کی وجہ سے ؟

۴۔بلا کھائے پیئے بہت دن زندہ رہنے کی وجہ سے ؟

شیر

شیر آئے شیر آئے دوڑنا
آج کل ہر طرف شیر گھوم رہے ہیں
دھاڑ رہے ہیں
یہ شیر بنگال ہے
یہ شیر سرحد ہے
یہ شیر پنجاب ہے
لوگ بھیڑیں بنے اپنے باڑوں میں دبکے ہوئے ہیں
بابا حفیظ جالندھری کا شعر پڑھ رہے ہیں
شعروں کو آزادی ہے
آزادی کے پابند رہیں
جس کو چاہیں چیریں پھاڑیں
کھائیں پیئیں آنند رہیں
شیر یا تو جنگل میں ہوتے ہیں
یا چڑیا گھر میں
یہ ملک یا تو جنگل ہے

KUTABKHANA OSMANIA

یا چڑیا گھر ہے
یا پھر قالین ہوگا
کیونکہ ایک قسم شیر کی شیر قالین بھی ہے
یا پھر کاغذ ہوگا
کیونکہ ایک شیر کاغذی شیر ہوتا ہے
یا پھر یہ جانور کچھ اور ہیں
آگا شیر کا پیچھا بھیڑ کا
ہمارے ملک میں یہ جانور عام پایا جاتا ہے
شیر جنگل کا بادشاہ ہے
لیکن اب بادشاہوں کا زمانہ نہیں رہا
اس لئے شیروں کا زمانہ بھی نہیں رہا
آج کل شیر اور بکریاں ایک گھاٹ پانی نہین پیتے
بکریاں سینگوں سے کھدیڑ بھگاتی ہیں
لوگ باگ ان کی دم میں نمدہ باندھتے ہیں
شکاری شیروں کو مار لاتے ہیں
ان کے سر دیواروں پر سجاتے ہیں
ان کی کھال فرش پر بچھاتے ہیں
ان پر جوتوں سمیت دندناتے ہیں
لوگوں کو فخر سے دیکھا تے ہیں
مرے شیر تجھ پر بھی رحمت خدا کی
تو بھی وعظ مت کہ
اپنی کھال میں رہ

KUTABKHANA OSMANIA

احوال چند پرندوں کا

طوطا

طوطا بڑا خوبصورت جانور ہے بعض طوطوں میں انسان کی بعض خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں مثلا آنکھیں پھیرلینا خصوصامطلب نکل جانے کے بعد طوطے آپس میں ایسے طوطے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کیسا انسان چشم واقع ہوتا ہے طوطا بہت فصیح البیان جانور ہے لیکن اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ اس کا مالک یا چوگا دینے والا سکھاتا ہے وہی یہ کہتا ہے پیارے بڑو آج کل ہمارے ہاں بھی طوطوں کی بھرمار ہے طرح طرح کی بولیاں سننے میں آرہی ہیں کبھی کان دھر کے سنو یہ کیا کہتا ہے اور چوگا دینے والوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرو۔

طوطے کئی طرح کے ہوتے ہیں جنگلی طوطے جو جنگل میں رہتے ہیں پالتو طوطے جو پنجروں میں رہتے ہیں فالتو طوطے جنھیں میسر ہے نہ پنجرہ آئے دن ان کی اطیت کا سوال اٹھتا ہے اور آخری قسم ہے ہاتھون کے طوطے ان کے متعلق اب تک یہی معلوم ہوسکا ہے کہ یہ اڑجایا کرتے ہیں طوطا فال کالفافہ لاتا ہے قسمت کا حال بتاتا ہے کبھی کبھی توپ بھی چلاتا ہے ایسے طوطوں کی تصویریں اکثر دولہا دلہن کے کالم میں چھپتی ہیں ۔

KUTABKHANA
OSMANIA

کبوتر

کبوتر بڑے کام کا جانور ہے یہ آبادیوں میں جنگلوں میں مولوں ،اسمٰعیل میرٹھی کی کتابوں میں غرضیکہ ہرجگہ پایا جاتا ہے کبوتر کی دو بڑی قسمیں ہیں نیلے کبوتر سفید کبوتر نیلے کبوتر کی بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ نیلے رنگ کا ہوتا ہے سفید کبوتر بالعموم سفید ہی ہوتا ہے۔

کبوتروں نے تاریخ میں بھی بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں شیزادہ سلیم نے مسماۃ مہرالنسا کو جب کہ وہ ابھی بے بی نور جہاں تھیں کبوتر ہی تو پکڑایا تھا جو اس سارے قصے میں زیادہ فائدے میں کون رہا شہزادہ سلیم نور جہاں یا وہ کبوتر رعایا کا فائدہ ان دنون کبھی معرض بحث میں نہ آتا تھا ۔پرانے زمانے کے لوگ عاشقانہ خط وکتابت کے لئے کبوتر ہی استعمال کرتے تھے اس میں بڑی مصلحتیں تھیں بعد میں آدمیوں کو قصد بنا کر بھیجنے کا رواج ہوا تو بعض اوقات یہ نتیجہ نکلا کہ مکتب الیہ یعنی محبوب قاصد ہی سے شادی کر کے بقیہ عمر ہنسی خوشی بسر کر دیتا تھا چند سال ہوئے ہمارے ملک کی حزب مخالف نے ایک صاحب کو الٹی میٹم دے کروائی ملک کے پاس بھیجا تھا الٹی میٹم تو راستے میں کہیں رہ گیا دوسرے روز ان صاحب کے وزیر بننے کی خبر اخباروں میں آگئی کسی طوطے کے ہاتھ پیغام بھیجا جاتا تو یہ صورت حال پیش نہ آتی

کوا

کوے میں سب دیکھے بھالے چونچ بھی کالی پر بھی کالے یہ سبھی مل؛ کوں میں ہوتے ہیں سوائے جنوبی افریقہ کے اورامریکہ کی جنوبی ریاستوں کے ہاں صرف سفید کوؤں کو پسند کیا جاتا ہےاور سفید کوے اتفاق سے ہوتے ہی نہیں کوا حلال بھی ہوتا ہےلیکن صرف آغاتقی کے باغ میں سنا ہے کراچی میں بھی ریڑھیوں پر کوؤں کا سوپ ملت ہے لوگ بڑے شوق سے پیتے ہیں اپنے رنگ کی رعایت سے یہ بلیک مارکیٹ کے دام پاتا ہےعرف عام میں یہ سوپ مرغی کا کہلاتا ہے۔

بٹیر

یہ ایک جانور ہے جو کھانے میں بہت لذیذ ہوتا ہےاندھے کے ہاتھ ویسے بھی آجاتی ہے آنکھوں والے کے لئے اس کا جال کے پکڑنا مشکل ہے پہلے زمانے کے بٹیر بڑے باکمال ہوتے تھےصف شکن نامی ایک بٹیرلکھنو کےایک نواب صاحب کے پاس تھانماز بھی پڑھتا تھاہوحق بھی کرتا تھا تیرانداز بھی جانتا تھایقیناً گھڑسواری کا بھی ماہر ہوگافیم بھی کھاتا تھاان سارے کمالات کے باوجوداسے ایک روز بلی لے گئی چالیس دنصف ماتم بچھی رہی ۔

KUTABKHANA OSMANIA

تیتر

یہ جانورنورخالص بہت کم ملتا ہے عام طور پر جو جانور ملتا ہے وہ آدھا تیتر آدھابٹیر ہوتا ہے تیتر بڑاہوشیار پرندہ ہےایک بارایک مولوی صاحب ایک کنجڑااورایک پہلوان کہیں جارہے تھے یہ اس قسم کی ان مل بے جوڑ بات حکایات ہی میں ممکن ہے خیرایک جگہ تیتر بولا مولوی صاحب نے کہادیکھوکتنااچھاجانور ہے کہتا ہے سبحان تیری قدرت کنجڑے نے کہاجی نہیں کہہ رہا ہےلہسن میتھی، ادرک، پہلوان نے ڈنڈ پھلاکر کہاباد شاہ ہوا یہہ گل نئیں یہ کہہ رہا ہے کھا گھی کر کستر ت اس پر بحث ہوی بحث سے تکرار ہوئی تکرار سے لپاڈ کی ہوئی تیتر کا کچھ نہیں بگڑا۔

معری ایک شاعر پرانے زمانے میں تھاایک شخص نے اسے بھونا ہوا تیتر بھیجااس نے دیکھ کر فلسفہ بگھارنا شروع کر دیا کہ ہے جرم ضعیفی کی سزامرگ مفاجات ہم ہوتے تو فوراچٹ کر جاتے بلکہ کہتے کہ ایک پلیٹ اور لاؤ معری ویسے بھی گوشت نہ کھاتا تھا شایداس زمانے میں بھی بارہ روپے سیر ملتا ہوگا۔ گوشت نہ کھانے والا ہر شاعر معری نہیں ہوتا بعض مہنگا ہونے کی وجہ سے نہیں کھاتے۔

بیا

بیے کو زیادہ تر لوگ اس کے گھوسنلے کی وجہ سے جانتے ہیں یہ لمبوترا سا ہوتا ہے اس کے اندر وہ رہتا ہے اور انڈے دیتا ہے اس گھوسنلے کی تعمیر کو اب تک بڑا کمال گنا جاتا تھا آج کل تو ہمارے ہاں کی عورتیں بھی بنا لیتی ہیں لیکن نہ وہ اس کے اندر رہتی ہیں نہ اس میں انڈے دیتی ہیں بس الٹا کر سر پر رکھ لیتی ہیں ۔

پدی

یہ بھی ایک جانور ہوتا ہے جس کا شوربا مشہور ہے اس کا با تھوڑا ہوتا ہے لیکن ہوتا ضرور ہے محورے کے لئے بہرحال کافی ہے۔

الو

زباں پر باری خدایا یہ کس کا نام آیا الو ہمارے معاشرے میں بہت مقبول ہے آپ آئے دن سنتے ہیں کہ فلاں کو الو بنایا یا فلاں شخص الو بن گیا کبھی یہ نہ سنیں گے کہ کسی نے کسی کو کبوتر بنایا یا طوطا بنایا ہو، الو کو لوگ زاہد مرتاض خیال کرتے ہیں اس لئے کہ درخت کی ٹہنی پر یا کسی کھوہ ہیں میں آنکھیں بند کئے بیٹھا رہتا ہے کوئی چھوٹا موٹا جانور قریب آئے تو منہ کھول کر اسے ہڑپ کر لیتا ہے آنکھیں ایسی ہی بند رہتی ہیں ہمارے ہاں بھی کوئی شخص دنیا کے مسائل سے آنکھ بند کئے بیٹھا رہے اور اپنے خرد ونوش سے غافل نہ ہو تو بڑی عزت پاتا ہے نیک گنا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں الو بیوقوف کے معنوں میں آتا ہے جبکہ مغربی ادب میں یہ حکمت و دانش کی مثال ہے ہم اس باب میں اپنی روئے محفوظ رکھتے ہیں اتنا جانتے ہیں کہ سمجھدار اور دانش مند اور دانش ور لوگ اکثر بھوکے مرتے دیکھے گئے ہیں۔ کوئی الو کبھی بھوکا نہیں مرتا ۔

بگلا

دیکھو کتنا بھلا جانور ہے جو ہر کنارے ایک ٹنگ پر کھڑا ہے عبادت میں مگن نیکی میں غرق۔ نور رخ نہ صرد چہرے پر برس رہا ہے بلکہ کچھ کچھ آس پاس بھی گر رہا ہے ہندوا سے بھگت بتاتے ہیں بہت مسلمان بھی عقیدت جتاتے مچھلیوں اور مینڈکوں کی اس کے متعلق البتہ یہ رائے نہیں ہے زیادہ واسطہ بھی اس سے انہی سے پڑتا ہے۔ پہلے زمانے میں بگلوں کی کوئی تنظیم نہ ہوتی تھی اپنی اپنی جگہ کھڑے شکار مارا کرتے تھے اب ان کی باقاعدہ جماعتیں ہیں تنظیم بڑی اچھی چیز ہے یہ ہماری ذاتی رائے ہے مینڈکوں اور مچھلیوں کا اس سے متفق ہونا

ضروری نہیں بگلا سفید ہوتا ہے کم از کم باہر کی طرف سے اسے کھی سے بھی تشبیہ دیتے ہیں کھیر سیدھی ہو یا ٹیڑھی، بگلوں کا کسی نہ کسی صورت میں اس سے تعلق ضرور ہوتا ہے ۔ بگلا پکڑنے کا طریقہ بہت آسان ہے دبے پاؤں پیچھے جا کر اس کی آنکھ میں موم ٹپکا دو جب اندھا ہو جائے تو پکڑ لو بیچ کر کہاں جائے گا آج کل یہ طریقہ بگلا پکڑنے کے لئے کم اور کاروبار حکومت کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

سوالات

ا۔ بٹیر ہمیشہ اندھے کو کیوں ہاتھ آتی ہے ؟

۲۔ خاندان مغلیہ کی تاریخ میں کبوتر کی اہمیت پر جواب مضمون لکھو کاغذ کے صرف دو طرف تینوں طرف نہیں ؟

۳۔تم کبھی گنبد افراسیاب پر بیٹھے ہو اور نوبت بجائی ہے ؟

الوؤں کی طرح ہمارا منہ مت دیکھو جواب دو ۔

گردو پیش کی چیزیں

علم بڑی دولت ہے

KUTABKHANA OSMANIA

علم بڑی دولت ہے
تو بھی اسکول کھول
علم پڑھا
فیس لگا
دولت کما
فیس ہی فیس
پڑھائی کے بیس
بس کے تیس
یونیفارم کے چالیس
کھیلوں کے الگ
ورائٹی پروگرام کے الگ
پکنک کے الگ

لوگوں کے چیخنے پر نہ جا
دولت کما
اس سے اور اسکول کھول
ان سے اور دولت کما

کمائے جا کمائے جا
ابھی تو تو جوان ہے

یہ سلسلہ جاری ہے
جب تک گنگا جمنا ہے

(۲)

پڑھائی بڑی اچھی چیز ہے
پڑھ
بہی کھاتا پڑھ
ٹیلیفون ڈائرکٹری پڑھ
بنک اسٹیمنٹ پڑھ
ٹنڈر نوٹس پڑھ
ضرورت رشتہ کے اشتہار پڑھ
اور کچھ مت پرح
میر اور غالب مت پڑھ
اقبال اور فیض مت پڑھ
ابن انشا کو بھی پڑھ
ورنہ تیرا بیڑا پار نہ ہوگا
اور ہم میں سے کوئی
نتائج کا ذمہ دار نہ ہوگا

KUTABKHANA OSMANIA

سوالات

ا۔ علم بڑی دولت ہے لیکن جس کے پاس علم ہوتا ہے اس کے پاس دولت کیوں نہیں ہوتی اور جس کے پاس دولت ہوتی ہے اس کے پاس علم کیوں نہیں ہوتا ؟

اخبار

یہ کونسا اخبار ہے
یہ روز نامہ باغ و بہار ہے
اس کی کیا بات ہے
مجموعہ معلومات ہے
یہ لوگوں کو سیدھی راہ بھی بتاتا ہے
طاقت کی اکسیری دوائیں بھی بکواتا ہے
اس میں فلمی صفحہ بھی ہوتا ہے
غازیوں کی تکبیریں بھی ہوتی ہیں
حسینوں کی تصویریں بھی ہوتی ہیں
دنیا بھی چست رہتی ہے
عاقبت بھی درست رہتی ہے
اخبار کے بڑے فائدے ہیں
اخبار نہ ہوتو قوم کی رہنمائی کیسے ہو
ایکٹرسوں کی رونمائی کیسے ہو
لیڈر اپنی ہو ہوا کس میں بادھے
حکیم قبض کی دوا کس میں باندھے
اس میں فلمی صفحہ بھی ہوتا ہے
اس میں اسلامی صفحہ بھی ہوتا ہے
پنساری مرچوں کا پڑا کس میں باندھے

KUTABKHANA OSMANIA

یہ اخبار والا بڑا نڈر ہے
باطل سے نہیں ڈرتا
لوگوں سے نہیں ڈرتا
کبھی کبھی خدا تک سے نہیں ڈرتا
بس سرکار سے ڈرتا ہے
بڑا اچھا کرتا ہے
جب تک خوشنودی سرکار ہے اخبار ہے
روزگار ہے کوٹھی اور کار ہے
پرانے لوگ ایسا نہیں کرتے تھے
پرانے لوگ بھوکے بھی تو مرتے تھے
پھر بھی میاں اخبار والے
اخبار کالا کر
اپنا کردار کالا مت کر
صرف اخبار بیچ۔۔۔۔ ایمان مت بیچ

KUTABKHANA OSMANIA

بینگن اور مولی

یہ کیا ہے
یہ بینگن ہے
یہ کون سا بینگن ہے
یہ تھالی کا بینگن ہے لڑھکتا رہتا ہے تبھی تو ہر موسم میں تروتازہ رہتا ہے ۔
یہ کیا ہے
یہ مولی ہے
یہ کس کھیت کی مولی ہے
یہ ہر کھیت کی مولی ہے کبھی اس کھیت میں کبھی اس کھیت میں
یہ کیا ہے

یہ پالک ہے
یہ کیسی پالک ہے
یہ پہلے مالی لی لے پالک ہے
یہ پہلے مالی کو گالی کیوں دیتی ہے
فطرت سے مجبور ہے یوں بھی آج کل گالی کا دستور ہے
یہ بینگن اچھے نہیں یہ مولی اچھی نہیں یہ پالک اچھی نہیں
---------- سبزی کا خیال چھوڑ
-----------وٹامن سے منہ موڑ
--------مسور کی دال کھا
---------اپنے منہ پر نہ جا

سوالات

ا۔ یہ بینگن کس نے بوئے تھے یہ مولیں کس نے اگائی تھیں ۔۔نام بتاؤ۔۔۔ ڈرو نہین
۲۔ سبزی یہاں کیوں اگائی جاتی ہے وٹامن باہر سے کیوں منگائی جاتی ہے ۔

KUTABKHANA OSMANIA

گنا اور بھیلی

یہ لمبی لمبی چیز کیا ہے
یہ گنا ہے
یہ چپٹی چپٹی چیز کیا ہے
یہ بھیلی ہے
بھیلی تو بہت بڑی ہے
ہاں بھیلی بڑی ہی ہوتی ہے کہاوت نہیں سنی
گنوار گنا نہ دے بھیلی دے
سیٹھ جی تم بھی مجور کو گنا دو

وڈیرا جی تم بھی ہاری کو گنا دو

ایک ایک گنا ان کو دو ۔۔۔۔۔سب کو دو

آپ بھی ایک گنا کھالو

دو کھاؤ ،تین کھاؤ

سو گنے مت کھاؤ ،ہزار گنے مت کھاؤ

جوزیادہ گنے کھائے گا ،،،،شکر کی بیماری پائے گا

سوئیاں لگوائے گا چلائے گا مارا جائے گا

سیٹھ جی تم بھی مجبور کو گنا دو

لیکن اس طرح نہیں

سوالات

ا۔ ایک بھیلی میں کتنے گنے

۲۔کیا تمہیں کبھی کسی گنوار سے واسطہ پڑا ہے

۳۔ کیا تم نے کبھی ہاتھیوں سے گنے کھائے ہیں

KUTABKHANA OSMANIA

کپڑے والے کے ہاں

اہا ہا ہا کپڑے کی دکن ہے کیسی سجی ہے اوپر سے نیچے تک تھان ہی تھان ہیں دکاندار کسی بی بی کو ساڑھی پہن کر دکھا رہاہے اور مونچھیں مٹکا رہاہے اور جتا رہاہے کہ بی بی یہ ساڑھی لنڈی کوتل کی ہے دو سو روپے میں مفت ہے آیئے بابو جی کیا لیجئے گا تین سکھ دوں نہ میاں دکاندار ہم آنکھوں کے اندھے تھوڑا ہی ہیں دل کی پیاس شمازشفون ،جارجٹ،نہیں میاں نہیں ہمارا حال پتلاہے گاڑھے کے سوا کچھ نہیں پہن سکتے ۔

میاں دکاندار کپڑے کے دام کیوں بڑھا دیتے ہیں

حضور آپ کا معیار زندگی بلند کر رہا ہوں

گاہگوں کے کپڑے کیوں اتارتے ہو

حضوران کے کپڑے نہ اتاروں تو کپڑے کے نئے مل کہاں سے کھڑے کروں قوم کی خدمت کیسے کروں۔

کپڑوں میں کپڑا لنگوٹی چاہیئے چاہے اس میں پھاگ کھیلئے نہ دامن کا ٹنٹا کہ کوئی پکڑ سکے نہ گریبں کا کھٹکا کہ

کوئی چاک کر سکے ۔

سوالات

۱۔ غالب کے زمانے میں عاشق کے گریبان میں چار گرہ کپڑا لگتا تھا اب کتنا لگتا ہے

۲۔ تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس یہ لباس امیروں اور غریبوں میں کیسا مقبول کیوں ہے

جوتے والے کے ہاں

میاں جوتے والے تم نے دکان تو خوب سجائی ہے

جی ہاں آج کل ہماری بھی بن آئی ہے اچھی کمائی ہے

بھلا یہ جوتا کس بھاؤ کا ہے

جی یہ بے بھاؤ کا ہے دوں

ہاں دے دو ایک جوڑا دس نمبر کا

جی آپ کے تو نو نمبر آئے گا دس نمبر تو میرا ہے

ہاں تمہاری باتوں سے تو یہی پتہ چلتا ہے نو نمبر ہی دے دو

وہ کاہے کو

آج کل اس کی بڑی مانگ ہے جو جوتے لے جاتا ہے دال بھی لے جاتا

لوگ آپس میں بانٹتے ہیں

بھئی پہلی تاریخ کے بعد لیں گے

پہلی تاریخ کے بعد جناب پہلی بعد نہ جاتا ملے گا نہ دال ملے گی آتڈ ربک ہیں نوٹ انتخابات کے لئے سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندیاں پہلی جنوری ۱۹۷۰ء سے اٹھائی گئیں ۔

سوالات

۱۔ قومی خدمت کرنے والے آپس میں دال بانٹنے کے لئے رکابیاں کیوں نہیں ستعمال کرتے؟

۲۔ اگر تمہیں کوئی جوتا دے تو کیا کروگے جوتے کا ۲ جوتا دینے والے کا جوتا کھانے کی چیز ہے یا پہننے کی ۔

KUTABKHANA OSMANIA

کھانے کی چیزیں

بابو جی پرمٹ دو

بابا جا پیسا لا

بابو جی ٹھیکہ دو

بابا جا ڈالی لا

بابو جی نوکری دو

بابا جا سفارش لا

بابو جی اب ایسا مت بولو آنکھیں کھولو

پبلک سے ڈرو ۔ خدا کا خوف کرو

جو پیسا کھائے گا ڈنڈا کھائے گا

انڈا کھانا چاہیے

ڈنڈا نہیں کھانا چاہیئے ۔

KUTABKHANA OSMANIA

سوالات

۱۔ تمہیں کیا چیز کھانا پسند ہے پیسا ،انڈا ڈنڈا ۔

۲۔ پبلک کیا ہوتی ہے کبھی دیکھی ہو تو بیان کرو ۔

مکھن

مکھن کہاں ہے

مکھن ختم خلاص

سارا کھا لیا

نہیں سارا لگا دیا یہ کھانے کی چیز تھوڑا ہی ہے لگانے کی ہے جس کو لگاؤ پھسل پڑتا ہے

جو پھسلے گا اس کی ٹانگ ٹوٹے گی ۔

یہ سوچنا اس کا کام ہے ہمارا کام تو لگانا ہے

سوالات

ا۔ کیا تم نے کبھی کسی کو مکھن لگایا ہے اگر نہیں تو ہمیں لگاؤ۔

کرسی

یہ کیا ہے یہ کرسی ہے اس کے کیا فائدے ہیں اس کے بڑے فائدے ہیں اس پر بیٹھ کر قوم کی بے لوث بہت اچھی طرح کی جا سکتی ہے اس کے بغیر نہیں کی جا سکتی اسی لئے تو جب لوگوں میں قومی خدمت کا جذبہ زور مارتا ہے تو وہ کرسی کے لئے لڑتے ہیں ایک دوسرے پر کرسیاں اٹھا کر پھینکتے ہیں۔

کرسی بظاہر لکڑی کی معمولی چیز ہے لیکن لوگوں میں اخلاق حسنہ یعنی عاجزی فروتنی اور خاکساری پیدا کرتی ہے بڑے بڑے پاٹے خان کرسی کے سامنے آتے ہیں تو خودی کو بلند کرنا بھل جاتے ہیں اسے جھک جھک کر سلام کرتے ہیں اگر کرسی پر نہ بیٹھا ہو تب بھی کرتے ہیں اردو میں ایک محاورہ ہے کری کا احمق خاک نشین لوگ کرسی پر بیٹھنے والوں کو احمق گردانتے ہیں انھیں کری کا احمق کہتے ہیں ادھر کرسی والے بغیر کرسی والوں کو احمق کہتے ہیں ہماری روئے میں دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں لیکن بڑا احمق ان میں سے کون ہے یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔

کرسی والے کو کرسی کبھی خالی نہیں چھوڑنی چاہیئے دوسرے لوگ فوراً اس پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں کرسی فولڈنگ اچھی ہے آدمی جہاں جائے اپنے ساتھ لیتا جائے۔

KUTABKHANA OSMANIA

چارپائی

یہ چارپائی ہے اس کے چار پوئے ہوتے ہیں جن کا خیال ہے کہ تین یا دو ہوتے ہیں وہ غلطی پر ہیں انسان چارپائی پر لیٹ کر بہت خوش ہوتا ہے اس لئے کہ یہ شروع میں چوپایہ ہی تھا بعد میں دو پاؤں پر چلنے لگا چارپائی پر لیٹتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اب اپنی اصل جون میں آیا اس شوق کو بعض لوگ موٹر وغیرہ کی سواری سے بھی پورا کرتے ہیں انسان اور حیوان میں پاؤں کی تعداد ہی کا تو فرق ہے موٹر پر سوار ہونے سے یہ فرق بڑی حد تک مٹ جاتا ہے اسی لئے تو دو پاؤں والے ایسے لوگس کو دیکھ کر دور ہی سے بھاگ جاتے ہیں۔

چارپائی بڑے کام کی چیز ہے اس پر لوگ بیٹھتے ہیں سوتے ہیں گاتے ہیں روتے ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں مرتے ہیں جیتے ہیں پڑھے لکھے لوگ بیٹھتے لیٹتے وقت کچھ کتابیں بھی اپنے ساتھ چارپائی پر رکھ لیتے ہیں فارسی میں جو چار پائے بروکتابے چندا کہا جاتا ہے اس سے ظرف بھی مراد ہوتا ہے مظروف بھی۔

چارپائی تخت اور کرسی کے مقابلے میں سستی بھی ہے نادر شاہ ہندوستان آیا تو محمد شاہ کا تخت اٹھا کر لے گیا تھا اور محمد شاہ زمین پر بیٹھا گیا تھا اگر بادشاہ چارپائی پر بیٹھا ہوتا تو اس کے زمین پر بیٹھنے کی نوبت نہ آتی چارپائی کی مرمت بھی آسان ہے لوگ گلیوں میں آواز لگاتے پھرتے ہیں چارپائی بنوالو منجی پیڑی ٹھکرالو کوئی چارپائی والا ان سے ٹیڑھی بات کرے تو یہ اس کو بھی ٹھوک دیتے ہیں اس کی بھی کان نکال دیتے ہیں سیدھا کر دیتے ہیں ۔

ردی

یہ کونسا اخبار ہے

یہ روزنامہ ردی ہے

اس کی نظر میں ساری جماعتیں ردی ہیں

سارے نظام ردی ہیں

سوائے ردی کے کام کے

اس کے مضامین بھی بہت ردی ہوتے ہیں اسی لئے ردی والوں میں بہت مقبول ہے لوگ مونوں کے حساب سے خرید لے جاتے ہیں سیروں کے حساب سے بیچتے ہیں یہ سب سے اچھا اخبار ہے ۔

س کا کاغذ مضبوط ہے اور چکنا ہے اس کے لفافے آسانی سے نہیں پھٹتے چاہے ہلدی ڈالو چاہے نمک دوسرے اخباروں میں تو یہ خوبی بھی نہیں ۔

KUTABKHANA OSMANIA

آسمان

ذرا نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھو کتنا اونچا ہے یہی وجہ ہے کوئی اس سے گرے تو بہت چوٹ آئی ہے بعض لوگ آسمان سے گرتے ہیں تو کھجور میں اٹک جاتے ہیں نہ نیچے اتر سکتے ہیں نہ دوبارہ آسمان پر چڑھ سکتے ہیں وہیں بیٹھے کھجوریں کھاتے رہتے ہیں لیکن کھجوریں بھی تو کہیں کہیں ہوتی ہیں ہر جگہ نہیں ہوتی کہتے ہیں پہلے زمانے میں آسمان اتنا اونچا نہیں ہوتا تھا غالب نام کا شاعر جو سو سال پہلے ہوا ہے ایک جگہ کسی سے کہتا ہے کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں جوں جوں چیزوں کی قیمتیں اونچی ہوتی گئیں آسمان ان سے باتیں کرنے کے لئے اوپر اٹھتا چلا گیا اب ان چیزوں کی قیمتیں نیچے آئیں نہ آسمان نیچے اترے ۔

ایک زمانے میں آسمان پر صرف فرشتے رہا کرتے تھے پھر ہمہ شما جانے لگے کو خود نہ جا سکے تھے ان کا دماغ چلا جاتا تھا یہ نیچے زمین پر دماغ کے بغیر ہی کام چلاتے تھے بڑی حد تک اب بھی یہی صورت ہے۔ پیارے بڑو راہ چلتے میں آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے تا کہ

ٹھوکر نہ لگے زمین کی طرف دیکھ کر چلتا ہے اس کے ٹھوکر نہیں لگتی ۔

ستارے اور ہلال وغیرہ

واہ واہ کیا سہانا منظر ہے ستارے یہاں سے وہاں تک چھٹکے ہوئے ہیں ان کی کثرت سے گمان ہوتا ہے جیسے میٹرک کا ریزلٹ شائع ہوا ادھر ایک ہلال بھی جگمگا رہا ہے آسمان کی رونق بڑھا رہا ہے۔ستارے چمکتے دمکتے بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی نوٹ کر گر بھی جاتے ہیں جب یہ مٹی میں مل جائیں تو کوئی نہیں پوچھتا وہی ستارے جو دوسروں کی تقدیر کی خبر دیا کرتے ہیں بلکہ لوگوں کی قسمت بنایا یا بگاڑا کرتے ہیں ہلال کا بھی ایسا احوال ہے جب تک آسمان پر ہے بس ہے آنکھ او جھل، پہاڑ او جھل ستارے اور ہلال اچھے ہیں لیکن عزت کی غریبانہ زندگی ان سے بہتر ہے۔

ہال یعنی نئے چاند کو پرانے لوگ دور ہی سے دیکھا کرتے تھے اور سلام کرتے تھے وہ بھی عید بقر عید پر اس زمانے مین یہ چپ چاپ آپ ہی آپ نکل آتا تھا پھر ایسا دور آیا کہ لوگوں نے کھدیڑ کر نکالنا شروع کیا بلکہ آپس مین لڑھتے تھے کہ کون نکالے چاند کے لئے بڑی مشکل ہوتی تھی کہ سرکار کا کہا مانے یا لوگوں کا بیشک اتنی بڑی قوم کے لئے ایک دن کی عید کافی نہیں یکسے بعد دیگرے دو تین دن کی ہو لیکن اس میں سر پھٹول بہت تھی اب یہ سلسلہ بند ہے اور یہ بات ہمیں پسند ہے عید کا پیغام لانے کے علاوہ چاند کا کوئی خاص مصرف نہ تھا بس شاعر اور چکور وغیرہ اس سے بات کر لیتے تھے یا پھر ان بستیوں میں جہاں بجلی نہیں یہ لالٹین کا کام دیتا تھا کچھ عرصہ ہوا ولایت والوں کو اس کے پیلے رنگ سے خیال ہوا کہ یہ سونے کا بنا ہوا ہے آخر اڑ کر جا پہچے اور کالی کالی مٹی کی بوریاں بھر لائے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ ایسی مٹی بلکہ اس سے اچھی مٹی تو یہاں بھی ڈھیروں ہے بہت پچھتائے آج کل ہمارے ملک میں ہر شے میں خود کفیل ہونے کا رجحان ہے اب لوگ آسمان کے چاند ستاروں کے بھی چنداں محتاج نہ رہے فلمی ستارے جن کے دم سے زمانے میں اجالا ہے ہمارے ملک میں بنتے ہیں اور اچھے بنتے ہیں بلکہ ایک دوسا در کے ملجکوں برطانیہ۔روس۔کینیا وغیرہ کو بھی بھیجے جاتے ہیں چاند بھی ڈیسی برا نہیں ہوتا ہم نے جس چاند کے بارے میں نظموں میں غزلوں کی پوری کتاب چاند نگر لکھ ڈالی وہ بھی مقامی ساخت کا تھا مال اس میں اچھا لگا تھا مدتوں چلا ۔

ابر

یہ ابر ہے اب سائنس کا زمانہ ہے کوئی بچہ بھی بتا دے گا ابر کیا ہوتا ہے مرزا غالب اتنے بڑے شاعر ہو کر لوگوں سے پوچھتے پھرا کرتے تھے کہ ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہماری ناقص رائے میں مرزا غالب نے سو سال پہلے پیدا ہو کر غلطی کی آج ہوتے تو ابر ا زہوا پتہ بھی پاتے ۔۔۔۔آدم جی انعام بھی لے جاتے ۔

ہوا

ہوا ہے تحقیق نہیں ہوسکا کہ اتنی ہوا کہاں سے آگئی کہ ایک محکمہ آب وہوا کا بنانا پڑا بعض لوگ کہتے ہیں کہ کراچی کی بیرونی بستیوں میں جو پانی کے نل ہیں ان میں سے نکلتی ہے۔ ہوا عجیب چیز ہے یہ آگ کو جلاتی ہے چراغ کو بجھاتی ہے جہاز اسی سے چلتے ہیں اسی سے ڈوبتے ہیں لوگوں کی زندگی کا مدار ہوا پر ہے ہوا نہ ملے تو لوگ مرجاتے ہیں ویسے کھانا نہ ملنے سے بھی مرجاتے ہیں لیکن ہوا نہ ملنے سے جلدی مرجاتے ہیں اسی لئے تو کوئی غریب آدمی بڑے آدمی کے پاس کوئی سوال لے کر جاتا ہے تو یہ جواب پاتا ہے کہ جاؤ ہوا کھاؤ بڑے لوگ یہ مشورہ نہ دیتے تو بہت سے غریب کچھ اور کھا کر اب تک مر گئے ہوتے ۔

ہوا کے نقصانات بھی ہیں بعض لوگوں کو یہ بہت اونچا اڑا کر لے جاتی ہے اور پھر پٹخ دیتی ہے بعضوں کے پیٹ میں بھر جاتی ہے بعضوں کے سر میں دونوں صورتوں میں تکلیف ہوتی ہے شخص مذکور کو بھی دوسروں کو بھی ہوا میں وزن بھی ہوتا ہے لیکن بہت کم پرانے لوگ جو اس کی کمند میں پھنس جاتے تھے فارسی میں خدا سے دعا کیا کرتے تھے کہ کریما ہمارے حال بخشش کر اب لوگ نہ فارسی پڑھیں یہ دعا پڑھیں نہ ان کی بخشش ہو ۔

KUTABKHANA
OSMANIA

سمندر

یہ سمندر ہے اس میں پانی ہے کراچی کی بستیوں میں تو کے ڈی اے کے اتنے عمدہ انتظامات اور آب رسانی کے منصوبوں کے باوجود پانی کی کمی ہو جاتی ہے سمندر میں کبھی نہیں ہوتی جانے کیا بات ہے ۔سمندر میں اتنا اتار چڑھاؤ رہتا ہے جب یہ چڑھائی کرتا ہے تو کسی کی نہیں مانتا خواہ کوئی کیسا لاٹ صاحب کیوں نہ ہو انگلستان کے ایک بادشاہ کینوٹ کو اس کے مصاحبوں اور درباریوں نے یاد کرایا تھا کہ ساری دنیا آپ کے حکم کے تابع ہے آپ کا حکم زمین پر چلتا ہے آسمان پر چلتا ہے ستاروں پر چلتا ہے اخباروں پر چلتا ہے ہوا پر چلتا ہے اور سمندر پر بھی چلتا ہے ایک روز شاہ جلالت ماب سمندر کے کنارے کرسی بچھائے بیٹھے تھے لوگوں سے پوچھا یہ جو لہریں بڑھی آرہی ہیں ہمیں تنگ تو نہ کریں گی مصاحبوں نے کہا حضور ان کی کیا مجال ہے الٹا لٹکوا دیں گے اس پر بھی لہریں جھپٹ کر آئیں بادشاہ سلامت بہت ناراض ہوئے سختی سے ڈانٹا اے سمندر خبردار پرے ہٹ میرے پاؤں بھیگتے ہیں سمندر نے ایک نہ سنی بادشاہ کو بھگو دیا قریب قریب ڈبو دیا۔ بادشاہ سلامت نے اپنے درباریوں اور مصاحبوں سے جواب طلب کیا کہ وجہ بیان کرو تمہارے خلاف کیوں نہ ضابطہ کی کاروائی کی جائے تمہارا تو بیان تھا کہ میری سلطنت عام ہے اسے حشر تک دوام ہے اور سمندر تک میرا غلام ہے لیکن یہ اقدام بعد از وقت تھا اس دوران میں خود بادشاہ سلامت کے خلاف ضابطے کی کاروائی ہو چکی تھی عالم پناہ کو پہلے یہ بات سوچنی چاہیئے تھی اپنے محکمہ اطلاعات پر اتنا بھروسہ نہ

کرنا چاہیئے تھا اے پیارے بڑو سمندر کسی کا غلام نہیں ہوتا چڑھائی پر آتا ہے تو ساحل کی کرسیاں بہا لے جاتا ہے اور اگر کوئی ان پر بیٹھا رہنے پر اصرار کرے تو اسے بس ۔

پہاڑ

ان پہاڑوں کو دیکھو بعضوں کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں کیا باتیں کرتی ہیں یہ کسی نے نہیں سنا۔ پہاڑوں کے اندر کیا ہوتا ہے معلوم نہیں بعض اوقات پہاڑ کو کھودو تو اندر سے چوہا نکلتا ہے بعض اوقات چوہا بھی نہیں نکلتا جس پہاڑ میں سے چوہا نکلے اسے غنیمت جاننا چاہیئے ۔کو لوگ پہاڑوں پر رہتے ہیں ان کو گرم کپڑے تو ضرور بنوانے پڑتے ہیں لیکن ویسے کئی فائدے بھی ہیں پہاڑوں پر برف بھی جمتی ہے جو ان لوگوں کو مفت مل جاتی ہے جتنا جی چاہے پانی ڈال کر پیئے برف میں رہنے والوں کو یہ ریفریجریٹر بھی نہیں خریدنے پڑتے پیسے بچتے ہیں۔

پہاڑ پتھروں بنے ہوتے ہیں پتھر بہت سخت ہوتے ہیں جس طرح محبوبوں کے دل سخت ہوتے ہیں فرق یہ ہے کہ کبھی کبھی پتھر موم بھی ہو جاتے ہیں جو پہاڑ بہت بلندی دکھاتے ہیں ان کو کاٹتے ہیں اور کاٹ کران کے پتھر سڑکوں پر بچھاتے ہیں لوگ انھیں جوتوں سے پامال کرتے گزرتے ہیں جو پتھر زیادہ ہی سختی دکھائیں وہ چکی میں پستے ہیں سرمہ بن جاتے ہیں سارا پتھر پن بھول جاتے ہیں۔

KUTABKHANA OSMANIA

چند امتحانی سوالات

۱۔ اگر محمود غزنوی ہندوستان پر سترہ حملے کرے تو احمد شاہ ابدالی کتنے حملے کرے گا ؟

۲۔بصیم پلاسی کڑائی جس میں فریقین نے ایک دوسرے کا دوراے سے دادرا بجا دیا تھا ؟
کس سن میں ہوئی تھیں ۔

۳۔پانی پت کی پہلی لڑائی کہاں ہوئی تھی ؟

۴۔ ہمایوں چھت پر کھڑا کون سے فلمی ستارے دیکھ رہا تھا جن پر پھسل پڑا اور مر گیا ؟

۵۔تم ان پڑھ رہ کر اکبر بننا پسند کرو گے یا پڑھ لکھ کر اس کا نورتن ؟

۶۔خاندان مغلیہ میں کبوتروں کی اہمیت پر مضمان لکھو کاغذ کے صرف دو طرف تینوں طرف نہیں ۔

۷۔ مثلث کت چاروں ضلعے برابر کیوں نہین ہوتے ؐ

۸۔خط نستعلیق خط استوار اور کط وحدانی کا فرق بتاوَ ؟

۹۔ بحر ہزج کے کنارے کون کون سے ملک آباد ہیں ؟

KUTABKHANA
OSMANIA